طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد اول

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامتؒ پرتاب گڑھ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۲۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد اول)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت و تزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیو بند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں	13
	اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں	14
	خالص توبہ کریں	15
5	بعض گمراہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں	17
	انسان کی غلط فہمی	18
	گناہ سے توبہ کی توفیق کب ہوتی ہے؟	19
6	اللہ تعالیٰ مومن بندے کو بھی آزماتے ہیں	21
	حالات سے گھبرانا نہیں چاہیے	23

7	شہزادوں نے پرانے کپڑوں میں عید منائی	25
	عظیم خلیفہ کی سادگی	29
8	امریکہ کے گرجا گھر میں قرآن کریم کی تفسیر	30
	اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا	33
9	مہر کی کثرت ایک بڑا فتنہ ہے	35
	شوہر پر مہر دینا لازم ہے	38
10	بچوں کو محنت کش بنائیں	40
	بچوں سے لاڈ پیار کم کریں	41
11	مرنے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے؟	44
	زندگی بہت تھوڑا ہے	46
12	اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا	48
	ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا....	49
13	قیام اللیل صلحاء کا طریقہ ہے	51
	ہمت مرداں مدد خدا	52
	اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے	54
14	آپ بھی تیمّم کرنا سیکھیں	55
	تیمّم کی مشروعیت	56
	تیمّم امت کے لئے عظیم تحفہ	58
	تیمّم کے واجب ہونے کی شرطیں	58
	تیمّم کرنے کا مسنون طریقہ	58
15	دنیا میں کوئی مذہب اسلام کا بدل نہیں!	60

	ہم خاندانی مسلمان ہیں	64
16	نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟	65
	آخرت کے لئے کام کریں	67
17	یہود و نصاریٰ دنیا کے امام نہیں	69
	یہود بڑی شاطر قوم	71
18	رمضان سے رمضان تک کا کفارہ	73
	علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہئے	75
19	جنتی لوگوں کی پہچان	77
	ابھی ایک جنتی آئے گا	78
	کینہ، حسد، بغض روحانی امراض ہیں	79
20	رشتوں کی اہمیت قرآن کی روشنی میں	81
	رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام	83
21	بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار	85
	ہم بچوں پر خاص توجہ دیں	86
	بچوں کی تربیت میں کردار اہم	88
22	مریض کی عیادت کے احکام	89
	عیادت کی مسنون دعا	90
	بیمار پرسی کا انداز	91
	مریض سے کیسے بات کی جائے	92
	مریض سے دعا کی درخواست کرنا	92
	مریض کے پاس شور و غل کی ممانعت	93

	عیادت میں وقفہ	93
	غیر مسلم کی عیادت	93
	عیادت میں وقفہ	94
23	خواتین کی فضیلت، زبانِ رسالت ﷺ سے	96
	خیر و شر کا منبع عورت	98
24	خدارا غور کیجئے، کیا یہ عورت سے انصاف ہے؟	100
	عورت گھر میں رہ کر خود کفیل بن سکتی ہے	102
25	جس نے استخارہ کیا وہ مصیبتوں سے بچ گیا	104
	استخارہ کا طریقہ	105
26	عورت کے حقوق مناسبہ ادا نہ کرنے والا ظالم ہے	108
	اصل فتنہ کا سد باب کریں	109
	اسلامی تعلیمات	111
27	کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ سے مشورہ لیا ہے؟	112
28	بدی کا انجام بُرا، نیکی کا انجام اچھا	116
	حقیقی سکون اولیاء اللہ کو	118
29	خوش حالی کو کافر اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں!	120
	کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو	122
30	مومن عورت کی شان!	124
	نیک عورت کی اولاد	126
	مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں	127
31	اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور تربیت کی فکر کریں	129

	صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں	130
	ماؤں کا اثر بچوں پر	131
32	مسلمان اپنی آخرت کے لئے زندگی گذارے	133
	دنیا دھوکہ کا گھر ہے	134
	پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں	137
33	نکاح کا مقصد اور اس کی فضیلت	138
	نکاح کرنا نبیوں کی سنت ہے	140
34	عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ غیروں کے لئے	142
	قباؤں میں پیوند	144
35	سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انصاف	145
	آپ علیہ السلام کی صحبت کا اثر	147
36	نیک عورتوں کی صفات	149
	دنیا کی بہترین عورت	150
	سیرتِ رسول ﷺ کو اپنائے	151
37	رمضان کے ہر عمل پر جنت کا وعدہ	153
	رمضان کے تین حصے	155
38	عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اختیار کریں	156
	عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہے	158

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلداول کا

انتساب

اور

ثواب

اس جلیل القدر خلیفۃ الرسولؐ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کرر ہاہوں جس نے اسلام بغیر کسی تر ددو پس وپیش کے دل وجان سے قبول کیا، جسے خود محبوبِ رب العالمین نے اپنا دایاں بازوں قرار دیا، جس کا لقب بروایت علی رضی اللہ عنہ بزبانِ جبرئیلؑ و نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ''صدیق'' رکھا گیا۔ جو نبی کی موجودگی میں نبی کا نائب اورلوگوں کا امام قرار پایا، جس کی امامت میں خود خاتم الرسول نے نماز ادا فرمائی، جس کی محبت والفت میں بیتی ہجرت کی ایک رات کے بدلے عمر فاروقؓ اپنی تمام تر نیکیاں قربان کرنے کو تیار تھے، جسے رب العزت نے قرآن کریم میں ''لاَ تَخَفْ وَلاَ تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' کہہ کر بیان کیا ہے، جن کے ایثار اور قربانی کے متعلق خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میں نے سب کا حق ادا کر دیا لیکن صدیق کا حق صرف اللہ رب العزت عطا فرمائے گا''۔

اس مبارک و معظم ہستی جسے سب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامِ نامی سے جانتے ہیں جو محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین رہا اور قیامت تک آپؐ کے پہلو میں آرام فرما ہے، اور روزِ آخر نبی کے ساتھ داخل جنت ہوگا، کی ذاتِ عالی پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانہ صدیقیہؓ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح و تربیت کے متعلق خصوصی ارشادات و فرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم و مستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ و تمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ و جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷رجون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمد للہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ:۱۸/جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ انسان کے ایک ایک عمل سے باخبر ہے کوئی شئے بھی اس سے مستور اور پوشیدہ نہیں کوئی اچھا کام کرے یا برا اللہ کو سب معلوم ہے۔ 'وَکَفٰی بِرَبِّکَ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا' آدمی اپنے دل میں جو کچھ سوچتا ہے اور گناہ کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو ہر ہر چیز کا علم ہو جاتا ہے اس لئے نیک عمل ہی کرنا چاہئے اور اگر کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً اس سے توبہ کر لینا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: 'کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ

وَخَیۡرَا الۡخَطَّائِیۡنَ التَّوَّابِیۡنَ' ہر انسان گنہگار ہے مگر بہترین گنہگار وہ ہے جو گناہوں کے بعد توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور جو گناہ کے بعد توبہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں

انسان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر اس کی فوراً گرفت نہیں کرتا اور سزا نہیں دیتا۔ اس سے مجرمانہ سوچ والے لوگ گناہوں میں اور جری ہوجاتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے واقف ہی نہیں ہے، یا اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کی طاقت نہیں رکھتا۔

قرآن میں انسان کی ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے نہ غافل ہے نہ بے بس اور عاجز ہے بلکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہ جب چاہے گا ان کی گرفت کرلے گا۔ ارشاد ہے: اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّھُمۡ وَنَجۡوٰھُمۡ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیۡھِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ. (الزخرف:۸۰) "کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کے راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں؟ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں"۔

ایک دوسری جگہ مزید وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام خفیہ اور اعلانیہ گناہوں سے واقف ہے۔ ارشاد ہے: وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ یَّشۡھَدَ عَلَیۡکُمۡ سَمۡعُکُمۡ وَلَآ اَبۡصَارُکُمۡ وَلَا جُلُوۡدُکُمۡ وَلٰکِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعۡلَمُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ. وَذٰلِکُمۡ ظَنُّکُمُ الَّذِیۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّکُمۡ اَرۡدٰکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ. (حم السجدہ:۲۲-۲۳) "تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور

تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی، بلکہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے، تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے‘‘۔

مذکورہ آیات سے اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کا پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا بھی حوالہ دیا ہے کہ وہ جب چاہے انسان کی گرفت کرسکتا ہے۔ ارشاد ہے: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ. (الانفال:۵۹) ’’منکرین حق اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ بازی لے گئے، یقیناً وہ ہم کو ہرا نہیں سکتے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے انسان کو خبردار کیا ہے کہ جب چاہے وہ انسان کی گرفت کرسکتا ہے مگر وہ رحمت والا ہے، اسلئے مہلت عمر تک اسے ڈھیل دے دیتا ہے، ارشاد ہے: وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ. (العنکبوت:۵۳) ’’وہ لوگ تم سے عذاب کے بارے میں جلدی مچاتے ہیں، اگر ایک مقررہ وقت نہ ہوتا تو عذاب ان پر آچکا ہوتا‘‘۔

اللہ تعالیٰ مختلف طریقے سے انسان کو عذاب میں مبتلا کرسکتا ہے۔

اس کی قدرت سے یہ بعید نہیں۔

خالص توبہ کریں

مگر ڈھیل دیتا ہے اور مہلت دیتا ہے کہ توبہ کرلے تاکہ کل جب میرے دربار میں آئے تو گناہوں کی وجہ سے شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور سخت عذاب میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ’’اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو‘‘ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بے انتہا لطف وکرم ہے کہ سب کچھ دیکھتے ہیں اور چھپاتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم

کچھ جانتے بھی نہیں اور شور بھی مچادیتے ہیں۔ اللہ رب العزت انسان کے ایک ایک عیب کو جانتا ہے مگر اس کو ظاہر نہیں کرتا جب انسان بار بار گناہ کرتا ہے۔ تب کبھی اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال ہم کو یہ چاہیئے کہ اللہ کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے رہیں اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بعض گمراہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات عزیزہ طالبات! ضلالت وہدایت اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کردے اور اللہ جس کو ہدایت دینا چاہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، حتی کہ انبیاء علیہم السلام کی معصوم ومقدس ذات بھی کسی کی گمراہی اور ہدایت کا اختیار نہیں رکھتی ،حضرت ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ابتدائے اسلام میں جب کہ پورا مکہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن بن چکا تھا اور طرح طرح کی تکلیفیں دی جارہی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس تکلیف سے دوچار ہورہے تھے حتی کہ تین سال تک بائیکاٹ کردیا گیا اور شعب ابی طالب میں محصور ہوکر رہ گئے،

کھانے پینے تک کی پریشانی ہونے لگی۔ درخت کے پتوں اور دوسری غیر فطری غذاؤں کو کھا کر اپنی زندگیاں گذارنے لگے ان تمام حالتوں میں حضرت ابوطالب باوجود یہ کہ مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے مگر پھر بھی انہوں نے دل کھول کر آپ ﷺ اور دیگر مسلمانوں کا ساتھ دیا اس لئے حضور ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ چچا جان ایمان لے آئیں اور اس کے لئے اللہ سے دعائیں بھی کرتے اور ایمان لانے کیلئے اصرار بھی کرتے مگر ایمان نہ لانا تھا نہیں لائے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اے نبی ﷺ آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہدایت دے سکتا ہے۔

انسان کی غلط فہمی

انسان کو ہر وقت اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور نافرمانیوں سے بچنا چاہئے۔ بعض اوقات انسان کی غلط فہمی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ صریح طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا ہے مگر اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس طرح کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ گمراہی ،گمراہی ہے اور ہدایت ہدایت ہے۔ جو گمراہ ہے وہ اپنے کو ہدایت والا نہ سمجھے اور اس گمان میں نہ رہے کہ اس کے ساتھ ہدایت یافتہ ہونے کا معاملہ کیا جائے گا، ارشاد ہے: اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الاعراف:۳۰) ”انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا سرپرست بنالیا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعاً. (الکہف:۱۰۴) ”یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کی

زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کررہے ہیں‘‘۔

بارہا آدمی گمراہ ہونے کے ساتھ راہِ حق میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور لوگوں کو دین کی طرف آنے سے روکتا ہے۔اس کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے۔قرآن میں ایسے شخص کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی غلط فہمی دور کرلے۔اس کا اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھ لینے سے اس کے گناہ نیکیاں نہیں بن سکتے اور وہ اللہ کی گرفت سے بھی نہیں بچ سکے گا۔

ارشاد ہے: وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰناً فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ. وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الزخرف:۳۶-۳۷) ’’جو شخص رحمٰن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں، اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جارہے ہیں‘‘۔

گناہ سے توبہ کی توفیق کب ہوتی ہے؟

یہ تو جہل مرکب ہے کہ آدمی گمراہ ہے اور اسے یہ پتہ نہیں کہ گمراہ ہے مزید اس پر یہ کہ اس گمراہی کو ہدایت سمجھتا ہے تو ایسے شخص کو کبھی صحیح راستہ کی توفیق نہیں مل سکتی بلکہ مزید گمراہی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔اگر آدمی کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے تو توبہ کرنے کی توفیق بھی مل جائے لیکن اگر غلط ہی کو صحیح سمجھ لے تو کبھی بھی توفیق نہیں مل سکتی بدعتی کو بدعت سے توبہ کی توفیق اسی لئے نہیں ہوئی کہ وہ ثواب سمجھ کر اس کو کرتا ہے پھر کیونکر اسے چھوڑے گا۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کو گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرلیتا ہے تو وہ سیاہی مٹ جاتی

ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو اسی طرح وہ سیاہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جب جب گناہ کرتا ہے سیاہ نقطے اس کے دل پر بیٹھتے ہیں یہاں تک کہ اس کا دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور خیر کی کوئی بھی بات اس کا دل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا بالکل ایسے ہی جیسے پتھریلی زمین پر اگر کوئی شخص اناج ڈالدے تو ہرگز اناج نہیں اُگ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ اس پر مٹی ڈالدی جائے یا پتھر کو نکالدیا جائے اسی طرح انسان کا دل ہے کہ جب گمراہی میں پختہ ہو گیا تو آسانی سے ہدایت کی طرف لوٹ نہیں سکتا۔ نبی کریم ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَا یُسْمَعُ ۔اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں چار چیزوں سے ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جو تجھ سے ڈرتا نہ ہو، اور ایسے نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو گمراہی سے محفوظ فرما کر ہدایت پر گامزن فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ مومن بندے کو بھی آزماتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ مومن بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتے ہیں کبھی کبھی تو بڑے بڑے مشکل حالات آجاتے ہیں انسان جس کا تصور بھی نہیں کرسکتا سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ. (سورہ بقرہ:۲۱۴) ”کیا تم نے یہ گمان کرر کھا ہے کہ یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ان لوگوں کی طرح حالات

تم پرنہیں آئے جوتم سے پہلے گذر چکے ان کو سختی اور تکلیف پہونچی اور ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک پیغمبر اور قومیں جو ان کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔سن لو! اللہ کی مدد قریب ہے“۔حالات ہر ایک پر آتے ہیں پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور معزز ہستی انبیاء علیہم السلام کی ہے ان کے اوپر بھی حالات آتے رہتے ہیں اس لئے حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ صبر کرنا چاہئے۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے آج پریشانی ہے تو کل اللہ تعالیٰ آسانیاں بھی فرمائیں گے۔

ایمان کے تعلق سے بعض اوقات آدمی اس غلط خیال میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ محض زبان سے اس کا اقرار کرلینا ہی کامیابی کیلئے کافی ہے اور آزمائش ضروری نہیں ہے۔اللہ نے اس خیال کی بھی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ مومن کی آزمائش ضروری ہے۔اس کے بعد ہی اس کے ایمان کا اعتبار ہوگا اور اسکو اجر ملے گا۔

ارشاد ہے: الٓمّٓ. اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ. (العنکبوت:۱تا۳) ”الم،کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ”ہم ایمان لائے“ اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالاں کہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون؟“۔

مومن کی آزمائش کو اس لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کیوں کہ کئی بار آدمی وقتی سبب کے تحت ایمان لاتا ہے مگر جب اس پر مشکلات آتی ہیں تو وہ ایمان سے پھر جاتا ہے اور اس پر قائم نہیں رہ پاتا۔اللہ تعالیٰ کو ایسے ایمان کی ضرورت نہیں ہے۔

ارشاد ہے:وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

النَّـاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ. (العنکبوت:۱۰) ''لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، مگر جب وہ اللہ کے معاملے میں ستایا گیا تو اس نے لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا''۔

ایک دوسری آیت میں اس مفہوم کو اور واضح کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ کچھ لوگ کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کو اپنا معبود مانتے ہیں، اگر ان کو فائدہ پہنچا تو ٹھیک ہے اور اگر ان کو نقصان ہوا تو وہ ایمان سے پھر جاتے ہیں۔ ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرُ ٰاِطْمَاَنَّ بِہٖ وَاِنْ اَصَابَتْہُ فِتْنَۃُ اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْھِہٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ. (الحج:۱۱) ''اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور اگر کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا۔ اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح نقصان''۔

حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی بڑے سخت حالات آئے انہوں نے صبر سے کام لیا۔ نبی کریم ﷺ ان کے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی مالداری کا اندیشہ کرتے تھے کہ کہیں تم پر دنیا وسیع ہو جائے اور دنیا میں پھنس کر آخرت کو بھول بیٹھو۔ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی مصیبت بھی چند روزہ ہے جس نے یہاں کی مشقتوں کو برداشت کر لیا آخرت میں اس کے لئے آرام ہی آرام ہے۔ سورہ معارج میں فرمایا گیا کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے تو کیوں نہ یہاں کی مصیبتوں کو برداشت کر کے آخرت میں آرام کی زندگی بسر کریں دنیا تو ہے ہی دھوکہ کا گھر یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی اس سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ

سے دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ ہم بہت کمزور بندے ہیں مشکلات کو برداشت نہیں کرسکتے مصائب کا سامنا کرنے کی ہمارے اندر طاقت وقوت نہیں ہے اس لئے اے اللہ ہم کو آزمائش میں مبتلا نہ کر ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ ہم پر رحم فرما، تیرے برگزیدہ بندے گزر گئے وہ اس قابل تھے کہ تو ان کو آزمائش میں ڈالتا تو کھرے اترتے اور کبھی بھی تیری ناسپاسی اور ناشکری نہیں کرسکتے۔ ہر حال میں تیرا شکرادا کرتے اور تیرے دین کو بلند کرتے۔ اے اللہ ہم کو دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمااور نیک بندوں کے ساتھ ہمارا بھی حشر فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

شہزادوں نے

پرانے کپڑوں میں عید منائی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! مسلم خلفاء میں بڑے پائے خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے ان کا عدل وانصاف بہت مشہور تھا ان کا بچپن اور جوانی تو بڑے ہی عیش و آرام کے

ساتھ گذری ہے عمدہ کپڑے اچھی سے اچھی خوشبو اور اس زمانہ کے اعتبار سے آرام وراحت کے جو سامان تھے وہ سب میسر تھے اوران کو استعمال بھی کیا کرتے تھے، مگر جب عمر کے اخیر دور میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو باوجودیکہ نصف دنیا سے زائد پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت رہی مگر فقیرانہ زندگی بسر کی یوں تو بہت سے واقعات کتابوں میں ملتے یہاں ایک اہم واقعہ پیش کرتی ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عید کے موقع پر بیت المال کے داروغہ کو خط بھیجا کہ انہیں ایک مہینہ کی پیشگی تنخواہ بھیج دیں جسکے جواب میں داروغہ نے لکھا کہ آپ کا حکم سرآنکھوں پر، لیکن کیا آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں؟

رمضان کا زمانہ تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی اور اگلے ہفتے عید آرہی تھی جو مسرتوں اور رنگینیوں کی نوید ہوا کرتی ہے، دمشق کے بازاروں میں ہر طرف سجاوٹ اور رونق ہی رونق تھی، عید کی تیاریاں بڑے زور وشور سے جاری تھیں، وزراء، امرا کی بیگمات، بچے، عزیز اور اقارب، شہر کے چھوٹے بڑے سب خریداری میں مصروف تھے، ہر چھوٹا بڑا نئی نئی پوشاکیں خریدرہا تھا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ محل سرامیں روتا ہوا داخل ہوا، ماں اپنے لعل کو روتا ہوا دیکھ کر بے قرار ہوگئی، اٹھایا، پیار کیا، آنسو پونچھے، سینے سے لگایا پھر پوچھا، بیٹا کیا بات ہے، تمہیں کس نے رلایا، کیا کسی دوست نے کچھ کہہ دیا؟ بچہ اور زور زور سے رونے لگا، ماں نے بے چین ہوکر بچے کو سینے سے لگالیا، میرے لعل میں نہ کہتی تھی کہ گرمی اپنے زوروں پر ہے، بڑے بڑے بچے بھی روزہ نہیں رکھ رہے ہیں، تم نے اتنی کم عمری میں روزہ رکھنا شروع کردیا، شاید تمہیں پیاس لگی ہے، بچے نے آنسو پوچھے اور کہا خدا کی قسم امی جان! مجھے پیاس نہیں لگ رہی ہے، نہ روزہ لگ رہا ہے، ماں نے محبت سے پیار کرتے ہوئے کہا کہ پھر رونے کا کیا سبب ہے؟ دیکھو اگلے ہفتے عید آرہی

ہے، اپنے بابا کیساتھ عید گاہ جانا وہاں بڑی رونق ہوگی۔ بچہ بولا: اسی وجہ سے تو میں رو رہا ہوں کہ اگلے ہفتے عید ہے، میرے سارے دوست جو میرے بابا کے وزیروں اور ملازموں کے بچے ہیں، نئی نئی زرق برق پوشاکیں پہن کر عید گاہ جائیں گے، آپ کہتی ہیں کہ تمہارے کپڑے میں ہاتھ سے دھودوں گی وہی ہاتھ سے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا، دیکھئے دوسرے بچے کتنے اچھے عمدہ کپڑے خرید کر لائے ہیں، مجھے تو ابھی سے شرم آرہی ہے، میں عید گاہ نہیں جاؤں گا، بچہ پھر زور زور سے رونے لگا، ماں سمجھ گئی اور خود بھی اشک بار ہوگئی، ہاں بیٹا میں سب کچھ منگوادوں گی اب تم سوجاؤ۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت کا کام کر کے محل سرا میں داخل ہوئے، کپڑے اتار کر آرام کرنا ہی چاہتے تھے کہ بیوی نے غمگین لہجے میں کہا: امیر المومنین میری جان آپ پر فدا، اگلے ہفتے عید آرہی ہے، بچہ نئی پوشاک کیلئے بہت بے چین ہے، ابھی روتے روتے سویا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکا کر فرمایا: تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے تو صرف سو درہم ماہوار ملتے ہیں جس میں کھانے پینے کا گزارا اور ایک ملازم کی تنخواہ بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہے، کچھ بچے تو کپڑوں کی باری آئے، رہا بیت المال تو وہ صرف غریبوں، فقیروں، یتیموں اور بیواؤں کا حق ہے، میں تو صرف اس کا امین ہوں اسکا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے بے شک میرے سرتاج! لیکن بچہ تو ناسمجھ ہے ضد کر رہا ہے، دیکھئے نا بچے کے موٹے موٹے آنسوؤں کے نشان اب تک رخساروں پر موجود ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی فاطمہ سے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی چیز ہو تو اس کو فروخت کر دو، بچوں کی خوشی پوری ہو جائے گی، فاطمہ نے کہا، اے امیر المومنین! میرے تمام زیورات تو آپ نے بیت المال میں جمع کرا دیئے ہیں بلکہ وہ قیمتی ہار جو میرے والد نے یادگار کے طور پر مجھے دیا تھا، آپ نے وہ بھی جمع

کروادیا ہے۔اب تو میرے پاس سوائے آپ کی محبت اور فرماں برداری کے کچھ نہیں ہے، امیر المومنین نے سر جھکالیا، بڑی دیر تک سوچتے رہے، ماضی کو دیکھتے رہے، اپنا بچپن، جوانی، خوش پوشی، نفاست یاد آنے لگی، وہ زمانہ یاد آیا کہ جو لباس ایک دفعہ پہن لیا وہ دوبارہ زیب تن نہیں کیا، جس راستے سے گزر جاتے وہ راستے گھنٹوں خوشبوؤں سے مہکے رہتے، ایک عبا نہیں سینکڑوں عبائیں پڑی رہتی تھیں، سوچتے سوچتے آنکھوں میں آنسو آگئے، فاطمہ اپنے ہر دل عزیز شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے قرار ہوگئیں، کہا: امیر المومنین مجھے معاف کر دیجئے گا وہ بولے: نہیں فاطمہ! مجھے اپنا بچپن یاد آ گیا تھا، پھر بیت المال کے داروغہ کے پاس ایک خط لکھ بھیجا، ملازم کو خط دیا اور کہا کہ ابھی یہ خط داروغہ کے پاس لے جاؤ، جو کچھ وہ تمہیں دیں احتیاط سے لانا، خط میں لکھا کہ مجھے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھیج دیں، تھوڑی دیر بعد ملازم خالی ہاتھ آ گیا، فاطمہ کا دل دھک سے ہوگیا، ملازم خط کے جواب میں ایک خط لایا جس میں لکھا تھا: اے خلیفۃ المسلمین! آپ کے حکم کی تعمیل سر آنکھوں پر، لیکن کیا آپ کو معلوم ہے اور آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں؟ اور جب یہ یقین نہیں تو پھر غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے مال کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر رکھتے ہیں، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جواب پڑھ کر بے چین ہوگئے، آنکھوں میں آنسو آگئے اور بے ساختہ فرمایا اے داروغہ! تم نے مجھے ہلاکت سے بچالیا۔

اگلے ہفتے عید اپنی پوری رعنائی کے ساتھ آئی، دمشق کے بازاروں اور امراء کے محلات کی رنگینیاں عروج پر تھیں ہر طرف رونق، ہر طرف رنگینی، ہر شخص زرق برق اور قیمتی لباس میں عید گاہ جا رہا تھا، لیکن فلک نے دیکھا، دمشق نے دیکھا، ہر خاص وعام نے دیکھا، حضرت عمر بن عبد العزیز رح اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ کے دھلے ہوئے پرانے کپڑے زیب تن کئے عید گاہ کی طرف جا رہے تھے، بچوں کے چہرے

آفتاب وماہتاب کی طرح چمک رہے تھے، کیوں کہ آج ان کی نظر فانی دنیا کی وقتی خوشی پر نہیں تھی بلکہ جنت کی ابدی حسرت وتمنا کے احساس نے انہیں سرشار کردیا تھا۔

عظیم خلیفہ کی سادگی

آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں کیا کبھی اس کا تصور کوئی کرسکتا ہے کہ بادشاہ وقت کے لڑکے عید کے دن پرانے کپڑے پہنیں اور وہ بھی کوئی معمولی بادشاہ نہیں بلکہ بہت سے بڑے بڑے ممالک پر اس کا تسلط اور مکمل قبضہ ہے ہم یقین کریں نہ کریں مگر آسمان وزمین نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اتنی وسیع مملکت کے باوجود فقر وفاقہ کی زندگی بسر کررہا ہے جسکے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ عید کے موقع پر اپنے لڑکوں کے لئے نئے کپڑے بھی سلوادے بلکہ پرانے کپڑوں میں عید منارہے ہیں خود امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی صرف ایک جوڑی کپڑے تھے اسی کو دھل کر پہن لیا کرتے تھے ایک دفعہ جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد میں تاخیر سے پہونچے تو بعض لوگوں نے ناگواری کا اظہار کیا کہ وقت پر نہیں آتے اور لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں لوگ بیٹھ کر آپ کا انتظار کررہے ہیں امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کپڑے دھو کر سوکھنے کیلئے رکھے تھے سوکھنے میں تھوڑی دیر ہوئی اسلئے وقت پر نہیں پہنچ سکا لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے امیر المومنین کے پاس صرف ایک ہی جوڑی کپڑے ہیں اس زمانہ میں غریب سے غریب آدمی کے پاس بھی کئی کئی جوڑی کپڑے رہتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو غریب تصور کرکے دوسروں سے سوال کرتا ہے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سادگی والی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆☆

امریکہ کے گرجا گھر میں قرآن کریم کی تفسیر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! عربی زبان کا ایک مقولہ ہے۔ **الفضل ما شهدت به الاعداء** اردو زبان میں اسی کو محاورے کے طور پر بولا جاتا ہے جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ فضیلت وبرتری تو وہ ہے دشمن بھی جس کی شہادت دے اپنا آدمی اگر کسی چیز کو اچھا کہے تو کونسی حیرت کی بات ہے اس کو تو تعریف کرنی ہی ہے دشمن اگر تعریف کرے تو یقیناً اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ دشمن تو اچھی کو بھی خراب بتاتا ہے اور تنقیدی نظر سے دیکھتا ہے قرآن کریم کے تعلق سے دشمنان اسلام نے شروع ہی سے اپنی تنگ نظری کا ثبوت دیا ہے اور بے جا اعتراضات کرتے رہے ہیں یہ اور بات ہے کہ ان کے اعتراضات سے بجائے

نقصان کے فائدہ ہی ہوا ہے اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے جب اس کو کسی شئے سے روکا جاتا ہے تو اس کو ضرور کرتا ہے اور تحقیق کے درپہ ہو جاتا ہے کہ آخر مجھے اس سے کیوں روکا گیا، بس اسی طرح جب قرآن کریم پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اور بیہودہ باتیں اس کے تعلق سے کہی جاتی ہیں تو پڑھے لکھے اور مصنف مزاج لوگوں کے دلوں میں اس کی امنگ پیدا ہوتی ہے کہ آخر قرآن میں ہے کیا کہ لوگ اس کو اتنا خطرناک اور دہشت گردی کی تعلیم دینے والا بتاتے ہیں اور جب اس کو پڑھتے ہیں تو ان کو ساری باتیں اس کے خلاف ہی معلوم ہوتی ہیں جو لوگوں سے سنتے ہیں اور نتیجہ یہاں تک پہونچتا ہے کہ بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں اور سچے پکے مسلمان ہو جاتے ہیں یہ خاندانی مسلمان نہیں ہوتے کسی سے ڈر کر یا خوف کھا کر مسلمان نہیں ہوتے ہیں بلکہ تحقیق و مطالعہ کر کے ادیان و مذاہب پر لکھی گئی کتابوں کو کھنگال کر پھر اسلام قبول کرتے ہیں اور بہت سے اسلام تو قبول نہیں کرتے مگر قرآن کریم کی تعلیم سے متاثر ضرور ہو جاتے ہیں۔

سکوٹ مورگن نامی امریکی پادری نے یہ طے کیا ہے کہ وہ ایک گرجا گھر کے اندر حاضرین کے سامنے قرآن مجید کی ان آیات کی تشریح کریں گے جن کا تعلق امن انسانیت اور عورتوں سے ہے، ان دونوں موضوعات کے تعلق سے قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے سامعین کے سامنے مذکورہ پادری نے کہا کہ یہ دونوں موضوع امریکی باشندوں کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں، اس لئے کہ امریکہ میں ہر جگہ تشدد، دہشت گردی کو ختم کرنے اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق دینے کی بات کہی جا رہی ہے۔ پادری نے کہا کہ جب ہم قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام نے تشدد، دہشت گردی اور دوسروں کے حقوق دبانے، ان کو پریشان و ہراساں کرنے اور ظلم کرنے کو سراسر حرام قرار دیا ہے اور ایسا

کرنے والوں کے لئے بڑی سخت سزائیں بیان کی ہیں ،اور اس سلسلہ میں اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی سیرت سے بھی مختلف نمونے پیش کئے اور بتایا جو چیز قرآن میں ہے اسی کو اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے زندگی بھر عمل کر کے دکھایا، ہمیں ان کی زندگی میں کہیں تشدد اور ظلم کا شائبہ تک نظر نہیں آتا، بلکہ قرآن مجید نے تو ان کو ''رحمۃ اللعالمین'' کا خطاب دیا ہے، وہ انسان تو دور جانوروں کے ساتھ بھی ناروا سلوک کو پسند نہیں کرتے تھے۔

جہاں تک عورتوں کا مسئلہ ہے تو اس تعلق سے پادری نے قرآن مجید کی کئی آیتوں کی تشریح کی ،جن میں بتایا گیا کہ دین اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ ان کو کسی مذہب نے نہیں دیئے، اسی طرح معاشرہ کی تعمیر وترقی میں صنف نازک کے تعمیری کردار کو بھی بیان کیا۔

واضح رہے کہ پادری مذکور اپنے بچپن کے ایام ملک افغانستان میں گذار چکے ہیں جہاں وہ اپنے والد کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کے درمیان ان کے معاشرہ اور ماحول میں رہ کر دین اسلام سے متاثر ہوئے اور انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا، وہاں کے مسلمانوں سے انہوں نے اسلام کی بنیادی باتیں کو جانا اور یہیں سے ان کے اندر اسلامی تعلیمات کو جاننے کی رغبت پیدا ہوئی، وہاں کے اسلامی معاشرہ کی یادیں آج تک ان کے ذہنوں میں نقش ہیں، یہیں کے ماحول میں وہ پروان چڑھے اور اپنی جوانی کی دہلیز پر انہوں نے قدم رکھا ،انہوں نے امانت کا تقاضا سمجھا کہ یہاں کی باتوں کو امریکی باشندوں تک پہنچادیں اور ان کو بھی اسلامی تعلیمات واحکام کی خصوصیات سے واقف کرادیں، اس امید پر کہ کچھ افراد کے ذہنوں میں اسلام کے تعلق سے جو غلط فہمیاں ہیں اور عالمی ذرائع ابلاغ جن کو خوب ہوا دے کر کچھ سے کچھ بنا کر پیش کر رہے ہیں وہ دور اور ذہن صاف ہوجائیں اور

لوگ حقائق سے واقف ہوجائیں۔اس کے علاوہ دنیا کے موجودہ حالات پر معمولی نظر رکھنے والا بھی اس بات سے واقف ہے کہ آج امریکہ اور پورے یورپ میں لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور قرآن کریم کے نسخوں کی مانگ جس قدر نائن الیون کے بعد ہورہی ہے اس قدر کبھی نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن مجید ازخود پڑھ کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے تعلق سے میڈیا کی پھیلائی ہوئی باتیں کہاں تک درست ہیں؟ جو ان میں صاف دل سے کتاب الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں وہ اس دین کو اپنائے بغیر نہیں رہتے، اس لئے کہ ان کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ یہی کتاب اور دین اسلام اور اسکے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی سیرت کی پیروی ہی دنیا وآخرت میں کامیابی اور نجات کی ضامن ہیں۔

اللہ کا دین غالب ہوکر رہے گا

مذہب اسلام کے علاوہ کوئی بھی مذہب نجات دینے والا نہیں ہے اس لئے کہ سارے ادیان و مذاہب منسوخ ہوچکے ہیں رہتی دنیا تک کے لئے انسانوں کو رشد وہدایت کرنے والا یہی قرآن ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. ”دشمنان اسلام تو چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی اپنے منہ سے بجھادیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہ رہے گا اگرچہ کفار ناک بھنوں چڑھائیں دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لی ہے اس لئے لوگ لاکھ کوشش کرتے رہیں وہ تو غالب ہوکر ہی رہے گا۔اگر مسلمان دین کی خدمت نہیں کریں گے اور اس کی قدر نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ غیروں سے اپنے دین کا کام لے لیں گے۔اللہ کا دین ہماری خدمت کا محتاج نہیں بلکہ ہم دین کی خدمت کرنے کے محتاج ہیں۔اگر ہم

دین کی خدمت کر رہے ہیں تو گویا اللہ نے ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمالیا یہ تو ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لائق سمجھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ ہمیں دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور مرتے دم تک ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مہر کی کثرت ایک بڑا فتنہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ. فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَّلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْماً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! شادی ایک اہم ضرورت ہے اسی کے ذریعہ توالد وتناسل کا پاکیزہ سلسلہ قائم ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس کا بہت ہی آسان طریقہ بتایا ہے امیر وغریب ہر کوئی انجام دے سکتا ہے۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں، نکاح کے لئے لڑکا لڑکی کی رضا مندی کو ضروری قرار دے کر لڑکے کے ذمہ مہر کی ادائیگی کو لازم قرار دیا البتہ اس کے لئے شریعت نے کوئی صریح مقدار نہیں بتائی ہے۔ بلکہ یہ اپنی حیثیت و وسعت کے موافق

زوجین یا ان کے سر پرستوں کی آپسی رضا مندی سے مقرر کرلیا جائے مگر وہی مقدار مقرر کریں جو ادا بھی کرسکیں اگر مہر مقرر کرلیں اور ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو ایسی صورت میں سخت گناہ ہوگا۔

نکاح سنت ہے اور یہ ایسی انسانی ضرورت ہے کہ مفر نہیں، امیر وغریب عالم وجاہل سبھی اس کے ضرورت مند محتاج ہیں جس طرح انسانی زندگی کی بقاء کے لئے غذا وخوراک ضروری ہے، سردی وگرمی سے بچنے کے لئے لباس ضروری ہے، دھوپ وبارش سے بچنے کے لئے سایہ ضروری ہے، دوسرے معنوں میں مکان ضروری ہے، اسی طرح جنسی جذبات کو تسکین دینے کے لئے نکاح وشادی ضروری ہے، انسان کی جنسی پیاس کے اعتبار سے بھی یہ ضروری ہے، اور نسل انسانی کی بقاء واضافہ کی رو سے بھی ضروری ہے، جو خالق کائنات کی عبادت وذکر کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جہاں انسان میں جنسی پیاس کی آگ شعلہ زن ہے وہیں اس پر پابندی بھی لگی ہوئی ہے کہ خدا ورسول اللہ ﷺ کے حکم وقانون کے خلاف دونوں بغیر نکاح کے ایک دوسرے سے مل کر اپنے جذبات جنسی کو تسکین نہیں دے سکتے، بلکہ یہ جرم عظیم ہے جب اللہ ورسول ﷺ نے دونوں جنسوں کا ملنا جرم عظیم قرار دیا تو دونوں کو باہمی تعلق قائم کرنے کے لئے نکاح کا آسان ترین طریقہ بتایا، کسی کو گراں باری میں نہیں ڈالا، عورت کی کرامت وشرف کا خیال کرتے ہوئے ایسا مہر مقرر کرنے کا حکم فرمایا جو آسان اور ہر مشکل سے پاک ہو۔

مگر افسوس ہے کہ ہم نے مہر کو بڑھا کر اپنے معاشرہ کو بڑی بے چینی اور عذاب میں ڈال دیا ہے زندگی مکدر ہو کر رہ گئی ہے، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جو نکاح کے ضرورت مند ہیں ایک عذاب میں ڈال رکھا ہے، نوجوان نکاح کے اشد ضرورت مند ہیں اور تنگدستی حائل ہے لڑکیاں شادی کے قابل ہیں، گھر کے گوشے

میں تنہائی کے کڑوے گھونٹ پی رہی ہیں، دونوں ہی کم سے کم مہر میں ایک دوسرے سے اپنا رشتہ ازدواج قائم کر کے جنسی جذبات کی آگ کو بجھانا چاہتے ہیں اور باہم مل کر سکون وراحت کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں مگر مہر کی کثرت رکاوٹ بنی ہوئی ہے اور جنسی جذبات کی آگ وہ آگ ہے جو نکاح کے بغیر بجھائی نہیں جاسکتی اور کسی طریقہ سے اس آگ کو بجھانے کا سامان کیا گیا تو پھر خدا کے غضب کی آگ بھڑکے گی، لہٰذا نکاح کی شدید ترین ضرورت کو مہر بڑھا کر روکے رکھنا بڑی نادانی، ناعاقبت اندیشی کی بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ کو معلوم ہے کہ تم ان سے (نکاح کا) ذکر کرو گے مگر (ایام عدت میں)۔ اس کے سوا کہ دستور کے مطابق کوئی بات کہہ دو۔ پوشیدہ طور پر ان سے قول واقرار نہ کرنا۔ (بقرہ:۲۳۵)

نکاح جنسی بیماری کا علاج ہے ورنہ بداخلاقی کا وہ حیاسوز فتنہ پیدا ہوگا جو دین واخلاق اور شرف وعزت کی دھجیاں اڑادے گا، ساری ذمہ داری، لڑکیوں کے ماں باپ اور ولی پر آتی ہے، کہ نکاح میں رکاوٹ کا سبب وہ بنتے ہیں، مہر یا جہیز کا ایسا چکر چلاتے ہیں کہ شادی دشوار ہو جائے، کہیں مہر دشواری پیدا کرے کہیں جہیز کا مسئلہ آفت ڈھائے ہر دو صورت میں سنت نبوی ﷺ کی مخالفت ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مہر کتنا تھا، فرمایا: آپ کی بیوی کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو پانچ سو درہم ہوتا ہے، حدیث میں اوقیہ کے ساتھ نش کا لفظ تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے راوی سے پوچھا نش جانتے ہو کیا ہے؟ راوی نے کہا نہیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آدھے اوقیہ کو نش کہتے ہیں۔ (مسلم)

ہر معاملہ میں خدا کا خوف ولحاظ ہونا چاہئے اور لوگوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے جو شخص اپنے شرف وعزت اور آبرو کی حفاظت نیز دین کی تکمیل

کی خاطر نکاح کرنا چاہے اس کی مدد کرنا اور اس کو سہارا دینا بہترین احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے شادی کرلی اس نے نصف دین کو مکمل کرلیا باقی نصف میں دین کا پاس ولحاظ رکھے۔

ایسا کوئی شخص جو اپنے بھتیجے کی شادی کردے یا کسی اور رشتے دار کی شادی کردے یا کسی دین دار شخص کی شادی کردے خواہ اس سے کوئی خاندانی تعلق نہ ہو اور ایسے مہر یا جہیز پر نکاح کردے جس میں سہولت وآسانی ہو تو دوسروں کے لئے اچھا نمونہ پیش کرتا ہے یہ خود اجر کا مستحق ہوگا۔ اس کے پیش کئے ہوئے اس نمونے پر قیامت تک جتنے لوگ عمل کریں گے ان سب کا اجر اس کو ملے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچہ کم ہو۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کردیا کرو، اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں۔ (نکاح کردیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گی تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے گا۔ اور خدا (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔

شوہر پر مہر دینا لازم ہے

میں نے خطبہ میں جو آیت کریمہ پڑھی ہے وہ نکاح اور مہر کے تعلق سے بڑی جامع آیت ہے اس کا ترجمہ اور ہلکی سی تشریح کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے: ''اور تمہاری حلال قرار دی گئیں وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں یعنی پہلے محرمات کا ذکر کیا گیا ان کے علاوہ سب عورتیں حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تم مالوں کے ذریعہ طلب کرو یعنی مہر کو لازم قرار دیا گیا اور ایجاب وقبول کا ہونا بھی ضروری ہے اسی لئے

فرمایا اَنْ تَبْتَغُوْا یعنی طلب کرو، تیسری شرط ہے مُحْصِنِیْنَ یعنی بیوی بنانے والے ہو، صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے بلکہ بیوی بنا کر اس کے ساتھ مستقل زندگی گذارو غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ کے ذریعہ زنا وغیرہ کے سارے راستہ مسدود کر دیئے یعنی مستی نکالنا مقصود نہ ہو فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے تو ان کے مہر ان کو دیدو نکاح ہونے کے بعد جب میاں بیوی آپس میں خلوت صحیحہ کرلیں تو شوہر پر پورا پورا مہر دینا لازم ہے اور اگر خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی اور طلاق تک نوبت آ گئی تب بھی آدھا مہر دینا ضروری ہے۔ وَلَا جُنَاحَ اور کوئی حرج نہیں تم پر جس پر تم دونوں رضامند ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے کے بعد یعنی اگر مہر کی مقدار مقرر ہونے کے بعد شوہر بیوی کو اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہتے ہیں یا بیوی کچھ مہر رضامندی سے چھوڑ دے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بچوں کو محنت کش بنائیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! ہر ایک انسان کو اپنی اولاد سے بڑی محبت اور شفقت ہوتی ہے بلکہ انسان کی کوئی خصوصیت نہیں جانوروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے وہ بھی اپنی اولاد سے بڑی محبت کرتے ہیں البتہ انسانوں کے اوپر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ان کی اس طرح پرورش کریں کہ ان کا مستقبل سنورے خوشحال زندگی گذاریں کسی کے محتاج اور دوسروں پر بوجھ بن کر نہ رہیں اس کیلئے شروع ہی سے تربیت ضروری ہے پیار ومحبت کے ساتھ ان کے ذمے چھوٹے

چھوٹے کام لگا دیں جن کو وہ بآسانی انجام دے سکیں اور اگر کام خراب کر دیں تو ڈانٹ اور مار پیٹ کے بجائے ہلکی سی تنبیہ کر دیں جس سے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے او رمزید احتیاط سے کام کریں بچوں کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے اس پر جو چاہو لکھ دو اگر بچوں کی تعلیم و تربیت صحیح ڈھنگ پر کریں گے تو انکے دلوں پر صحیح چیزیں منقوش ہوں گی اور اگر صحیح تعلیم و تربیت کا بندوبست نہیں کرینگے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

بچوں سے لاڈ پیار کم کریں

بچوں کو اوائل عمر میں سازگار ماحول کے ساتھ جس صلاحیت کو حاصل کرنے کی نہایت ضرورت ہوتی ہے وہ ''سخت محنت'' کی عادت ہے۔ جو بچے اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں ہی میں محنت، جدوجہد، جسمانی کاموں میں دلچسپی، کھیل کود اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھائی کو خاصا وقت دینے کے عادی ہو جاتے ہیں وہ آخری عمر تک اپنے کاموں میں دلچسپی لیتے اور سرگرم رہتے ہیں، بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسا ماحول وجود پا چکا ہے جہاں ایک طرف تو چھوٹے بچوں کو گھروں میں ہم عمر بچوں اور اسکولوں میں ناسازگار حالات سے سابقہ پڑتا ہے تو دوسری طرف بچوں پر توجہ دے کر انہیں محنت کا عادی بنانے کا کوئی رجحان موجود نہیں ہے، والدین لاڈ پیار میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ انہیں بچوں کو محنت کرتے دیکھنا تو درکنار، اس کا تصور بھی محال نظر آتا ہے، والدین کی یہ سوچ ان کی اس خواہش کا نتیجہ ہوتی ہے کہ ہمارے بچے کو کوئی تکلیف نہ ہو!! لیکن عموماً والدین یہ سوچنے اور غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ اگر آج ان کا بچہ اپنے لئے محنت کا عادی نہیں بنے گا تو کل کہاں وہ دوسروں کے لئے محنت کر سکتا ہے اس صورت میں وہ معاشرہ سے کٹ کر رہ جائے گا، بچہ کی تربیت میں اخلاق و کرداری کی نشوونما کے ساتھ ساتھ اسے

سخت محنت کا عادی بنانا کس حد تک ضروری ہے اور اس حوالہ سے والدین اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟ ان سوالات کے جوابات ہمیں چند ماہرین تعلیم نے دیئے ہیں۔

سوسائٹی آف ایجوکیشن ریسرچ لاہور کے ڈائرکٹر مولوی جہانگیر محمود کا کہنا تھا ''بچوں کو محنت کی عادت ڈلوانے کیلئے پہلا قدم یہ ہے کہ بچوں کو ''سیلف ہیلتھ'' ماحول فراہم کیا جائے بچے اپنا کام خود کریں اس حوالے سے گھر کے چھوٹے چھوٹے کام بچوں ہی سے لئے جائیں تا کہ ان کے جسم اور ذہن سرگرم رہیں اس طرح بہت چھوٹے بچوں کو شروع ہی سے کسی نہ کسی کام کا عادی بنایا جائے، باہر ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ بچوں کیلئے اسکول کی سطح پر کسی نہ کسی کھیل کو اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے کھیل سے فٹنس حاصل ہوتی ہے اور بچہ چاق و چوبند رہتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں تھوڑی سی توجہ دیکر بچوں کو کام کرنے کی عادت ڈلوائی جاسکتی ہے مثلاً بچہ پانی مانگتا ہے تو ماں کو چاہئے کہ بجائے خود پانی فراہم کرنے کے اسکی رہنمائی کولر تک کردے، کولر کو ایسی جگہ رکھا جائے کہ بچہ اس تک پہنچ کر پانی لے لے، اگر ابتدا میں بچوں سے کوئی برتن یا گلاس وغیرہ ٹوٹ بھی جائیں یا وہ معمولی سے زخمی بھی ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں بچے اسی طرح سیکھیں گے، گھروں کے کاموں میں بچوں کو شریک کیا جائے، ماں گھر میں کام کرے تو اپنی بچیوں کو پیار و محبت سے اس میں شریک کرے، والد اپنے بیٹوں کو اپنائیت کے ساتھ گھر کے کاموں میں شامل رکھے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اس سے انشاء اللہ بچوں میں شروع ہی سے کام کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

ایک تجربہ کار استاد محمد علی کا کہنا تھا کہ: بچوں کو محنت کا عادی بنانا جس طرح والدین کی ذمہ داری ہے اسی طرح اساتذہ کی بھی ذمہ داری ہے، ایک استاذ اپنے

طلبہ کو کس طرح محنت کا عادی بنا سکتا ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ استاد خود بھی محنتی ہو، اگر استاد اپنے مضمون میں محنت نہیں کرے گا طلبہ کو سمجھانے اور ان کی صلاحیتیں نکھارنے کے لئے محنت نہیں کرے گا تو اس کا فیض عام نہیں ہوگا، اور طلبہ اس سے سیکھ نہیں پائیں گے۔ استاد کو چاہئے کہ وہ روزانہ کام دے اور روزانہ کام دیکھے، میرا تو یہ اصول ہے کہ بیشک کام زیادہ نہ ہو لیکن طلبہ میں مستقل مزاجی سے کام کروانے کی عادت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ روزانہ کی بنیادوں پر کام کرے اور طلبہ کام اسی صورت میں کریں گے جب استاد روزانہ پوچھ تاچھ کرے گا، استاد کی توجہ دلچسپی اور محنت کے نتائج طلبہ پر اس طرح ظاہر ہوں گے کے وہ محنت کرنے لگیں گے اور ان میں شوق بھی پیدا ہو جائے گا۔

کیونکہ وہی طالب علم آگے چل کر کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں اور کام کرنے کا شوق اور جذبہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے کاہل اور سست آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوتا کوئی بھی کام ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے مستقل مزاجی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ ایک دن شوق میں آ کر پوری رات مطالعہ کیا اور دوسرے دن ایک لفظ نہیں پڑھا تو ایسے مطالعہ اور ایسی محنت لا حاصل اور بے کار ہے اور اس میں کوئی برکت بھی نہیں ہوتی کام تو تھوڑا تھوڑا کریں مگر پابندی سے لگاتار کریں جتنے لوگوں نے ترقی کی ہے خواہ دنیوی یا دینی انہوں اپنے اوقات کو تقسیم کیا اور ہر کام کو معمول کے مطابق کیا تب جا کر کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سبھی کو اپنی اولادوں کو اچھی تربیت اور تعلیم سے آراستہ کرنے اور خاص طور سے بچیوں کی اچھی تعلیم اور تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مرنے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَالُوْآ اَاِذَا کُنَّا عِظَاماً وَّرُفَاتاً اَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقاً جَدِیْداً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات ماؤں اور بہنو! ایک بڑے عالم فرماتے ہیں کہ انسان کبھی ختم نہیں ہوتا اس کی جگہیں بدلتی رہتی ہیں مختلف دنیا میں جاتا رہتا ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسکے بعد دنیا میں آتا ہے اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ زندگی اور ایام کو گذارتا ہے اور پھر دنیا سے کوچ کرجاتا ہے جہاں عالم برزخ شروع ہوتا ہے اور دنیا میں اپنے اعمال صالحہ اور اعمال بد کا بدلہ پاتا ہے اگر دنیا میں رہ کر اس نے نیک اعمال کئے اور برائیوں سے بچ کر اللہ کی مرضیات پر چل کر زندگی بسر کی ہے تو یقیناً اس کو مرنے کے بعد چین وسکون اور راحت وآرام نصیب ہوگا اور اگر اس نے اعمال بد کا ارتکاب کیا تو تکلیف اور عذاب سے دوچار

ہونا پڑے گا پھر عالم برزخ کی زندگی گذارنے کے بعد جب قیامت قائم ہوگی اور فیصلہ کیا جائے گا اس کے بعد ہمیشہ ہمیش کی زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

انسان کی ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ وہ سوچتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی اور موت کے بعد پھر اور کوئی زندگی نہیں ہے۔ انسان اس کو ایک عجوبہ کے طور پر دیکھتا ہے کہ آدمی جب مر کر سڑ گل جائے گا، اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور اس کے اعضاء مٹی میں مل جائیں گے تو پھر وہ دوبارہ کیسے زندہ ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کئی طرح سے کیا ہے۔ اس کی موجودہ زندگی کا حوالہ دیا ہے کہ اس کو عدم سے وجود میں لایا گیا، پھر جو ایک بار پیدا ہو سکتا ہے وہ دوسری بار کیوں نہیں پیدا ہو سکتا؟ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس نے اس عظیم کائنات کی تخلیق کی اور انسان کو نہایت نازک مراحل سے گزار کر بچے کی شکل میں ماں کے پیٹ سے نکالا وہ اس کو دوبارہ قبروں سے زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَ. فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ. ”کیا تم لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا ہے۔ بس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی (وہی ہے)“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (القیامۃ:۳۶) ”کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا“۔

ایک آیت میں ارشاد ہے: وَقَالُوْٓا اَاِذَا کُنَّا عِظَاماً وَّرُفَاتاً اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقاً جَدِیْداً. قُلْ کُوْنُوْا حِجَارَۃً اَوْ حَدِیْداً. اَوْ خَلْقاً مِّمَّا یَکْبُرُ فِیْ صُدُوْرِکُمْ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُؤُوْسَھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھُوَ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْباً. ”وہ کہتے

ہیں: ''جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ یا اس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز جو تمہارے ذہن میں قبول حیات سے بعید تر ہو (پھر بھی تم دوبارہ زندہ ہو کر رہو گے) وہ ضرور پوچھیں گے: کون ہے وہ جو ہمیں پھر زندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا۔ جواب میں کہو وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا ہے اور سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے: اچھا تو یہ ہوگا کب؟ تم کہو: کیا عجب کہ وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو''۔ (بنی اسرائیل:۴۹-۵۱)

زندگی بہت تھوڑی ہے

آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو انسان کی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے بلکہ پوری زندگی چند منٹ کی ہوگی گویا اور جیسے ہی موت طاری ہوتی ہے حساب و کتاب کا عمل شروع ہو جاتا ہے تو گویا مرنے کے بعد سے ہی آخرت کی زندگی شروع ہو جاتی ہے جس سے ہر ایک دو چار ہوتا ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت ابھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوں گے جب کہ قرآن پکار پکار کر مثالیں بیان کر کے سمجھا رہا ہے آدمی تھوڑا بھی غور کر لے تو معلوم ہو جائے کہ انسان کچھ نہیں تھا اور ایک ناپاک قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا تو کیا دوبارہ اس کو بنا نہیں سکتا؟ یہ تو پہلے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر یقین رکھنا چاہئے بلکہ یقین رکھنا ضروری ہے اور ایمان کا جز ہے اور موت کے بعد پیش آنے والے احوال کی تیاری آج ہی سے کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی

ہوگی حتی کہ باپ کو بیٹے کی اور بیٹے کو باپ کی شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو شوہر کی فکر نہ ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا عقلمند شخص وہی ہے جو آج ہی سے اس کی تیاری کرے۔

یقیناً آئے گا وہ دن کہ جب محشر بپا ہوگا
وہاں نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان بالخیر پر خاتمہ فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلاً ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی شئے بلامقصد پیدا نہیں کی کوئی انسان بھی ایک چھوٹا سا کام کرتا ہے اس کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے پھر اللہ رب العزت جو ہر ہر شئے کا خالق ومالک ہے وہ کیونکر بیکار میں کسی چیز کو پیدا کرے گا۔ قرآن کریم میں کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی اشیاء کو بیکار میں پیدا نہیں کیا۔ انس وجن کے متعلق صاف فرمادیا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ. میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ویسے تو اللہ کی ساری مخلوق ہی عبادت خداوندی میں لگی ہوئی ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ. ہر چیز اللہ رب العزت کی تسبیح وتحمید کرتی ہے لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

آسمان اور زمین کا وجود اور ان کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ان سے اس کی قدرت وعظمت کا پتا چلتا ہے اور انسان کو یہ بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو عبث اور بے کار نہیں پیدا کیا ہے، بلکہ اسکا ضرور کچھ نہ کچھ مقصد ہے۔مگر انسان کی ہٹ دھرمی اس درجے کو پہنچ جاتی ہے کہ اتنی عظیم نشانیوں کو بھی وہ بے کار اور باطل قرار دینے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتا ہے۔قرآن نے انسان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ محض کسی شخص کے یہ سمجھ لینے سے کہ یہ کائنات بے کار اور عبث ہے اسکی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ آدمی کو اپنی غلط فہمی دور کر لینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (ص:۲۷) ''ہم نے آسمان اور زمین کو فضول پیدا نہیں کیا ہے یہ وہ بات ہے جسے کفر کرنے والوں نے سمجھ لیا ہے''۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ. لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ. ''ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے، کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے، اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے''۔ (الانبیاء:۱۶-۱۷)

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا...

اتنا عظیم آسمان بڑے بڑے پہاڑ، سمندر اور لمبی چوڑی زمین اور بے شمار مخلوقات یوں ہی پیدا نہیں کی گئیں کیسے کیسے ذہن رکھنے والے انسان اللہ تعالیٰ نے

پیدا کر دیئے جنہوں نے آج عجیب وغریب اشیاء ایجاد کر دیں سو دوسو سال پہلے جن کا تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بالفرض والتقدیر اگر دوسو سال پہلے کا کوئی آدمی آجائے تو موجودہ دنیا کو دیکھ کر اس کے حیرت واستعجاب کی کوئی انتہا نہ رہے گی۔ غرضیکہ انسانوں نے محیر العقول کارنامے انجام دیئے نئی نئی چیزیں ایجاد کر دیں جن سے بڑی سہولتیں میسر ہوئیں۔ تیز رفتار سواریاں وجود میں آگئیں۔ سائنس کی ترقی نے انسانوں کی آنکھیں چکا چوند کر دیں ہزاروں میل دور سے آدمی اسی طرح بات کر رہا ہے جس طرح سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے بات کر رہا ہو اور جو کام مہینوں اور سالوں میں ہو رہا تھا آج وہ کام ہفتوں اور دنوں بلکہ گھنٹوں میں ہو رہا ہے۔ ابھی ترقی کی دوڑ میں معلوم نہیں انسان کہاں تک جائے بلکہ اب خلائی اسٹیشن تک بننے کی باتیں اخباروں میں آرہی ہے۔ چاند کی سیر کرنے کی باتیں تو اب پرانی ہو گئیں۔

خلاصہ یہ کہ انسان اپنی عقل کے ذریعہ ترقی کے بام عروج کو پہنچ گیا مگر جو بات قابل افسوس ہے وہ یہ کہ عقل انسانی نے خدائے وحدہ لاشریک کی رہنمائی نہیں کی اور اس کو اللہ تک کیوں نہیں پہونچایا؟ فضا کے اندر اسٹیشن بنانے والے اور چاند کی سیر کرنے والے انسانوں نے یہ نہیں سوچا کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت کا تلخ گھونٹ ہر ایک کو نگلنا پڑے گا اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی تیاری آج ہی سے کرنی چاہئے۔ انسان نے ناپید اور ختم ہونے والی زندگی کے لئے تو اتنی محنتیں کر ڈالی اور لازوال زندگی کے عیش وآرام کے لئے کچھ بھی نہ کر سکا۔ اقبال مرحوم نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ شعر

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا — اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا — آج تک فیصلہ نفع وضرر کر نہ سکا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

قیام اللیل صلحاء کا طریقہ ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ وَنِصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق و مہربان معلمات اور صدر معلّمہ! آج کی اس عظیم محفل میں قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز سے متعلق کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض کی ہیں صبح صادق کے بعد فجر، سورج ڈھلنے کے بعد ظہر، سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے عصر، سورج غروب ہونے کے بعد مغرب اس کے بعد صبح صادق تک عشا یہ پانچ نمازیں وہ ہیں

جن کی ادائیگی ہر مسلمان عاقل وبالغ مرد وعورت پر فرض ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نمازوں ہی کا سوال ہوگا۔ایک فارسی شاعر کا کہنا ہے:

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرشش نماز بود

قیامت کا دن جو کہ جان کو پگھلا دینے والا ہوگا سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ بہت سے نوافل وسنن بھی ہیں انہیں میں سے ایک تہجد بھی ہے جو آدھی رات گذرنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اس کے بڑے فضائل ہیں جتنے بھی اولیاء کرام صلحاء عظام رحمۃ اللہ علیہم گذرے ہیں ہر ایک کا معمول تہجد کی نماز پڑھنے کا رہا ہے۔

ہمت مرداں مددِ خدا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں پہلے تو ہر صحابی جلیل القدر ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی سوجاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگادیتا ہے اور ہر گرہ پر ضرب لگادیتا ہے۔(گویا منتر پھونکتا ہے) اور کہتا ہے سو رہو ابھی رات بہت زیادہ ہے تھپکی دے دے کر سلاتا ہے اور غفلت میں ڈالے رکھتا ہے، آدمی اسی غفلت وکاہلی میں پڑ کر شیطان کا شکار ہوجاتا ہے اور تہجد کی توفیق نہیں مل پاتی، حالانکہ ذرا سی ہمت کرے تو کام بن جائے۔ "فَاِنْ اسْتَیقَظَ فَذِکْرُ اللّٰہ" پھر اگر انسان اٹھ کر اللہ کا ذکر کر لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر مزید ہمت کر کے وضو اور نماز ادا کر لیتا ہے تو تینوں گرہیں کھل جاتی ہیں اور انتہائی نشاط وفرحت کیساتھ صبح کرتا ہے ورنہ سارا دن خبیث النفس وکسلمند ہی رہتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ جل شانہ وعم نوالہ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں کہ جب ایک تہائی شب باقی رہ جاتی ہے تو یہ فرماتے ہیں: کون ہے جو دعائیں کرے اور میں اس کی دعاؤں کو قبول کروں اور مجھ سے (اپنی حاجات کیلئے) سوال کرے تو میں اس کو وہ چیز عطا کروں اور مجھ سے مغفرت چاہے تو میں اس کو بخش دوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ ہے کوئی حجرات والیوں کو جگا دے یعنی ازواج مطہرات کو وہ بھی تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ اس باب میں بہت سی روایتیں ہیں کسی میں تہجد کی تاکید، کسی میں ترغیب، کسی میں فضیلت، کسی میں تہجد کے ترک پر ناگواری کا اظہار ہے۔

یہ تہجد صلحاء کا طریقہ رہا ہے، ہمارے دارالعلوم کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں یہاں کا چپراسی بھی صاحب نسبت ہوتا تھا، آخر کیا وجہ ہے؟ اب یہ تعلق نہیں پیدا ہوتا، نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہے، لیکن اللہ جل شانہ سے تعلق ونسبت کا دروازہ تو بند نہیں ہوا ہے اس کا تعلق مجاہدہ وکسب سے پیدا ہوگا، ہمت سے کام لینا ہوگا، عوام سے اگر تہجد چھوٹ جائے تو حرج نہیں لیکن خواص کو تو اس کا اہتمام ضروری ہے، ایک زمانہ تھا کہ گاؤں کے بڑے بوڑھے مسجد میں پہونچ کر سویرے ہی سے تہجد پڑھتے تھے۔ آج جتنے فجر کی نماز میں نہیں پہونچتے، اس سے زیادہ تہجد میں ہوتے تھے، آج دنیا کی ملازمت کرنے والے جن کی ڈیوٹی تین چار بجے صبح سے ہوتی ہے، آخر وہ کیسے اٹھ کر پہونچتے ہیں، اس کے لئے ہمت کرتے ہیں اور تدبیر کرتے ہیں، الارم لگاتے ہیں، کسی کو متعین کرتے ہیں تا کہ وہ جگا دے، دنیا کیلئے ایسی تدبیر اور آخرت کی خاطر کچھ نہیں، مولانا روم اسی کا رونا روتے ہیں۔

اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں
صبر کے داری زنعم الماہرون

اے کہ صبر نیست از فرزندوزن
صبر کے داری زرب ذوالمنن

اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

چند کوڑیوں کی خاطر آدمی راتوں رات جاگتا ہے مہینوں اور سالوں گھر چھوڑ کر روزی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے جب کہ دنیا اور دنیا کی ہر شئے فانی ہے ایک وقت مقررہ پر سب ختم ہو جائیں گے اور آخرت تو ہمیشہ رہنے والی جگہ ہے اس کیلئے پھر کتنی تیاری کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جُنَاحَ بِعَوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءً اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے مگر دنیا کی کوئی حیثیت اللہ کے نزدیک ہے ہی نہیں اسلئے ہر ایک کو سیراب کرتے ہیں مگر منکروں اور دشمنان خدا کو دنیا میں اور زیادہ ہی ملتا ہے۔ اسلئے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں مرنے کے بعد ان کیلئے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہے اور مومنوں کیلئے فرمایا گیا کہ دنیا قید خانہ ہے تو دنیا کے اندر پریشانیاں آئیں گی ان پر برداشت کرنا ہے اور آخرت کی تیاری کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کیلئے جنت الفردوس ہے بطور انعام کے۔ اسلئے ہم دنیا میں رہ کر نیک عمل کریں تا کہ آخرت میں سرخرو ہوں اور اجر عظیم کے حقدار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

آپ بھی تیمّم کرنا سیکھیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم سامعین باوقار صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا رحیم وکریم ہیں ان پر ایسے احکام لاگو کرتے ہیں جو بآسانی پورا کرسکیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اَلدِّیْنُ یُسْرٌ دین آسان ہے یعنی دین کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم اس کو ادا نہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے احکام کا بندوں کو مکلّف ہی نہیں بنایا جو وہ نہ کرسکیں انہیں احکام میں سے ایک تیمّم بھی ہے جو وضو اور غسل کے قائم ومقام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَاَيْدِيكُمْ مِنْهُ. (سورہ مائدہ:۶) ''اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا عورتوں کو چھوا ہو اور تم پانی نہ پاؤ تو پاکی حاصل کرنے کا قصد کرو پاک مٹی سے اور اس سے مل لو اپنے ہاتھوں اور چہروں کو''۔

تیمّم کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں اصطلاح میں تیمّم کہتے ہیں پاکی حاصل کرنے کی نیت سے پاک مٹی یا اس کے قائم مقام کا قصد کرنا اور پاک مٹی کو چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملنا۔

تیمّم کی مشروعیت

اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں میں سے ایک عظیم الشان نعمت تیمّم ہے، جس کی مشروعیت اس طرح ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفر درپیش ہوا، تو چند صحابہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لے گئے، سفر سے واپسی میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ''ذات الجیش'' پر پہونچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے پاس صلصل نامی پہاڑ پر قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کی غرض سے جنگل تشریف لے گئیں، راستہ میں کہیں ہار ٹوٹ کر گرا اور ہار گم ہو گیا، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حضرت اسید بن حضیر اور چند صحابہ کو ہار تلاش کرنے کے لئے بھیجا، یہ نفوس قدسیہ ابھی ہار تلاش کر ہی رہے تھے کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا، نماز ادا کرنی تھی مگر قرب وجوار میں کہیں بھی پانی موجود نہ تھا اس حالت میں صحابہ کرام کافی پریشان ہوئے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی

کہ دیکھئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو کیسی جگہ روک دیا جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہیں ہے، اور نماز کا وقت ہو چکا ہے اب نماز کس طرح ادا کی جائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیمہ کے اندر تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جھڑکنا شروع کیا کہ تو ہمیشہ لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے، ایک ہار کی وجہ سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ روک دیا جہاں دور دور تک پانی کا وجود نہیں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں بھی مارا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی ذرہ برابر ہٹیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات کے سفر اور بیداری کی تکلیف اٹھا کر اس وقت آرام فرما رہے تھے۔

ہار کو ہر چند تلاش کیا گیا مگر ہار نہ ملا، ہار تلاش کرنے والے تمام صحابہ کرام ناکام ہو کر مایوس لوٹ آئے، اسی وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر تشریف لائے اور سورہ مائدہ کی مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ یہ حکم نازل ہونے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوشی کے عالم میں فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہارا ہار نہایت مبارک اور بابرکت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور خوشی میں تین بار ارشاد فرمایا اے بیٹی تو بہت ہی مبارک اور سعادت مند ہے، حضرت اسید بن حضیر ہار تلاش کرنے میں کافی مشقت اور پریشانی اٹھا چکے تھے فرمانے لگے کہ اے ابوبکر کی اولاد یہ تم لوگوں کی پہلی برکت نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی تم لوگوں کی وجہ سے بارہا اللہ کے احسانات اہل اسلام پر ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان اور فضل سے خوش ہو کر سارے لوگ اپنے اپنے کجاوے کسنے لگے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سواری کے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا، جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشی دو چند ودو بالا ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان

ہو گیا، تمام مسلمان عنایت خداوندی اور احسان الٰہی سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے، اسی روز سے پانی نہ ملنے، یا بیماری کے سبب پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم جاری ہو گیا۔

تیمّم امت کے لئے عظیم تحفہ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں: ''فَضَّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلاَثٍ، جَعَلْتُ صُفُوْفَنَا کَصُفُوْفِ الْمَلائِکَۃُ وَجَعَلَتْ لَنَا الْاَرْضَ کُلِّھَا مَسْجِداً وَجَعَلَتْ تُرْبَتُھَا طُھُوْراً اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءُ''. (مسلم شریف ج۲) ''ہمیں لوگوں پر بطور خاص تین چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی گئی (۱) ہماری نماز اور جہاد کی صفیں فرشتوں کی صف کی طرح قرار دی گئیں (۲) ہمارے لئے پوری روئے زمین کو سجدہ گاہ بنادیا گیا (۳) جب پانی دستیاب نہ ہو تو زمین کی مٹی کو پاک کرنے والا بنادیا گیا۔

تیمّم کے واجب ہونے کی شرطیں

تیمّم واجب ہونے کی سات شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) حدث اصغر یا حدث اکبر کا پایا جانا (۵) پاک مٹی یا اس کے ہم جنس کے استعمال پر قادر ہونا (۶) نماز کے وقت کا تنگ ہونا (۷) نماز کا اتنا وقت باقی ہونا کہ تیمّم کر کے نماز ادا کی جاسکے۔

تیمّم کرنے کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر حدث اصغر یا حدث اکبر سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے، پھر ہتھیلیوں کی طرف سے کشادہ کر کے پاک مٹی پر اپنے

دونوں ہاتھوں کو مارے اور کسی قدر آگے کی جانب اور پیچھے کی جانب لے جائے، پھر ہاتھوں کی گرد جھاڑ دے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر انگلیوں کو کشادہ کر کے ہتھیلیوں کی طرف سے مارے اور جیسا کہ پہلے کیا تھا ایسے ہی کر کے پھر بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں شہادت اور ابہام کو چھوڑ کر داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک اس طرح کھینچے کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے، پھر انگلیوں کو ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچے، اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے۔

شریعت نے ہمارے لئے بڑی سہولتیں مہیا کر دیں اور کوئی عذر نہیں چھوڑا کہ ہم اس کو بہانہ بنا کر چھٹکارا پا سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا فضل وکرم ہے کہ دینمیں کتنی آسانیاں پیدا کر دیں شریعت مطہرہ کا کوئی بھی حکم لے لیں بڑی آسانی اس میں ہے ہمارے لئے بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم اس کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے، ہماری کتنی مائیں اور بہنیں ایسی ہوں گی جن کو تیمّم کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہوگا جب کہ شریعت کا اہم حکم ہے اور قرآن واحادیث میں اس کا ذکر موجود ہے بہرحال دین سیکھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین سیکھنے کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

دنیا میں کوئی مذہب اسلام کا بدل نہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! دنیا کے اندر کروڑوں انسان بستے ہیں جن کا رنگ، نسل اور مزاج سب مختلف ہے ان کے نظریات وعقائد اور دوسری چیزوں میں بڑا ہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے وجود کے قائل نہیں جن کو دہریہ کہتے ہیں اکثر بیشتر ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا کو تسلیم کرتے اور اپنے نظریات وعقائد کے مطابق اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور دوسروں کو خدا کی خدائیت میں شریک گردانتے ہیں یہ سب کے سب گمراہ اور باطل فرقے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے بچا کر جنت تک ہرگز نہیں پہونچا سکتے صرف مذہب اسلام ہی نجات دہندہ اور راہ راست پر لانے والا ہے۔ اس وقت میں ایک تعلیم یافتہ نو مسلم لڑکی جس

نے عیسائیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا اس کی کارگذاری آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں وہ فرماتی ہیں کہ میں ایک عیسائی خاتون ہوں، میری پیدائش سویڈن کے آزاد ماحول میں ہوئی اور وہیں میری نشو ونما ہوئی، مغرب کے اس آزاد ماحول میں جب میں نے ہوش سنبھالا تو محسوس ہوا کہ مغربی تہذیب میں اخلاقی قدریں ہیں ہی نہیں، بلکہ انسانیت بھی ناپید ہے، یہاں ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے، خواہ وہ اللہ کے وجود کا اقرار کرے یا انکار کردے، کپڑے زیب تن کرے یا وہ ترقی کے نام پر ننگا رہے، میں نے یہاں یہ بات باعث شرم نہیں دیکھی کہ مرد مرد سے یا عورت عورت سے شادی کرلے، وحدانیت کے خلاف اس مسموم اور ابر آلود فضا میں رہنا میرے لئے حیران کن تھا، لیکن اللہ کے فضل سے اور احسان سے اسی ماحول میں، میں نے اپنی فطرت کی آواز کو سنا اور اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرلیا۔ یہاں میں اکثر ذہنی طور پر انتشار کا شکار رہتی اور مغرب میں خواتین کی عفت وعصمت کے ساتھ کھلواڑ کو دیکھ کر میرے دل میں اس سماج سے نفرت پیدا ہوگئی، جب کہ ایک عورت کی عزت وآبرو اسی میں ہے کہ وہ گھر کی ذمہ داریوں کو پورا کرے، عورتوں کی یہ شان نہیں کہ وہ مردوں کے ساتھ بازار میں مصروف عمل رہیں، اس لئے میں ہر اس مذہب سے بیزاری کا اظہار کرتی ہوں جس کے نزدیک عورتوں کی عزت وآبرو کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بے شک اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس کے نزدیک اس کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ بچپن ہی سے میں مذہب کے بارے میں سوچتی اور پریشان ہوجاتی اور جب سویڈن کے سماج میں عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کو دیکھتی تو سخت الجھن میں پڑجاتی، اس لئے جب میں بڑی ہوئی تو فوراً یونیورسٹی میں اپنا داخلہ کروالیا اور اپنے لئے ''مذاہب عالم پر ریسرچ'' کا موضوع منتخب کیا۔ ۱۹۸۱ء سے باضابطہ میں نے ادیان عالم کا مطالعہ شروع کردیا، اس دوران میں نے عربی زبان بھی ایک حد تک

سیکھ لی، تاکہ اسلام کو اس کے اصلی مصادر و مراجع سے سمجھ سکوں، اس لئے کہ یورپ ومغرب میں یہود ونصاریٰ اور ان کے پادری اسلام کے بارے میں جو معلومات فراہم کرتے ہیں ان سے یقیناً کوئی بھی شخص اسلام کے قریب نہیں آسکتا، وہ لوگ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ظلم و جبر اور غارت گری سکھاتا ہے جب کہ ان کی یہ تمام باتیں حقیقت کے خلاف ہیں۔

جب میں نے اس تناظر میں اسلام اور عیسائیت کا تقابلی مطالعہ کیا تو بے ساختہ میرا دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگا اور کبھی بھی میرا دل اس عدل وانصاف کی طرف متوجہ نہیں ہوا جس عدل وانصاف کی بات عیسائی کرتے ہیں، جن کے عقیدے میں مجرم صرف پادریوں کے سامنے اپنے گناہ کے محض اقرار سے ہی چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے، عیسائی عقیدے میں اس کو ''سر الاعتراف'' کہا جاتا ہے۔اس کے برخلاف اسلامی عدالت وانصاف نے مجھے بے حد متاثر کیا، اسلام میں مجرم کو سزا ملتی ہے یہاں تک کہ وہ گناہ سے توبہ کرلے، ایک مسلمان کیلئے کسی گناہ کے ارتکاب کے وقت دینی اور دنیوی سزا پیش نظر رہتی ہے، تاکہ وہ فیصلہ کرسکے کہ آیا وہ اپنے آپ کو سزا کا مستحق ٹھہرا رہا ہے یا اس سے نجات اور چھٹکارا چاہتا ہے؟

میں نے محسوس کیا کے عیسائیوں کہ یہاں مجرم کی سزا معاف ہے، اس لئے ان کے شہروں میں جرائم اور اخلاقی بدتمیزیاں اپنی حدود سے متجاوز ہیں، سویڈن اور مغرب کے تمام شہروں میں قتل، نشہ، اور لوٹ مار کے علاوہ زنا اور آزادانہ جنسی اختلاط کا بازار گرم ہے یہ مصیبت ہر ان مغربی شہروں میں ہے جن کے یہاں مکمل جنسی آزادی حاصل ہے، جب کہ مسلم ممالک کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ جرائم نہیں کے برابر ہیں، صرف اس لئے کہ وہاں کے لوگ قانون الٰہی پر ایمان لائے ہوئے ہیں جو مجرموں کے لئے سخت گیر ہے۔

سماج کی اکائیوں کو انتشار سے بچانے کیلئے سب سے مناسب اور اعلیٰ انتظام اسلام کے پاس ہے، سماجی برائیوں کے انسداد کیلئے اس کے پاس جامع اصول ہیں اور جہاں تک ترقی کی بات ہے تو اسلامی معاشرت میں ترقی کی تمام خوبیاں موجود ہیں، بلکہ اسلام ترقی کی آڑ میں دنیا کی قوموں کے مقابلے میں سب سے آگے ہے۔

میری نظر میں وہ تمام نام نہاد ترقی پسند مغربی دانشور تنگ نظری میں مبتلا ہیں جو اسلام کے نظریہ تعدد ازدواج کے حوالے سے عورتوں کو مظلوم بتاتے ہیں، میرے ماں باپ اسلام پر قربان ہوں، اس نے تعدد ازدواج کا قانون وضع کر کے عورتوں کو حقوق دلوائے، دراصل مغرب کو اس نظریے سے اختلاف اس لئے ہے کہ ان کے یہاں بیوی کے علاوہ ایک سے زائد سکریٹری کے نام پر خواتین کے استحصال کا موقع نہیں مل پاتا، ان سے پوچھئے کہ ایک قانون کے دائرے میں رہ کر کسی مرد کی زوجیت میں کوئی عورت زیادہ محفوظ رہ سکتی ہے یا آزاد کلبوں میں دوستی کے نام پر؟ اور یہ حق ان کو کس نے دیا؟ جب کہ اسلامی شریعت خواتین کیلئے سراپا رحمت ہے۔

اسلام میں ماں، بہن اور بیٹی کے الگ الگ اور مستقل حقوق ہیں جن کی مثال یورپی قوانین میں قطعاً نہیں ملتی، خواتین کے ساتھ اسلام نے جس عدل وانصاف کا معاملہ کیا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا، اسلامی قوانین کے تحت مسلم خواتین کو یقیناً تحفظ حاصل ہے۔ اسلام کے بارے میں معلومات کے دوران میں نے کسی کتاب میں اسلام کے آخری پیغمبر ﷺ کی ایک حدیث دیکھی، اس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنی رات تو آسودہ گزاری اور اس کے پڑوسی بھوکے رہے۔'' اس مختصر روایت میں پوری دنیا کے لئے اجتماعی کفالت کا ایک دستور ہے، جہاں مغربی سماجی مبصرین کی پہنچ تک نہیں۔

ان تمام ترجیحات اور اپنی فطرت کے فیصلے کے سامنے میں نے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور ۱۹۸۲ء میں، میں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور آبائی مسیحی دین سے میں نے برأت کا اظہار اور اعلان کر دیا، خدا کا شکر و احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے ظلمات سے نکال کر اسلام کی روشنی عطا فرمائی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میری شادی ایک مسلمان نوجوان سے ہوگئی، اس کے بعد ملیشیا اور جارڈن کی تربیتی اور اسلامی تحریکات کی طرف سے میں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر لی جس کی وجہ سے اسلام کو سمجھنے میں مجھے بہت مدد ملی۔

الحمدللہ میں نے اپنے اندر بڑے مغربی ٹھیکے داروں اور پادریوں سے اسلام کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کر لی۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد میں نے قاہرہ میں ''مختلف تہذیبوں کے درمیان کشمکش'' کے موضوع پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں سرگرم حصہ لیا اور بنیادی مغربی نظریات کی سخت الفاظ میں تردید کی اور میں نے ثابت کیا کہ دنیا میں کوئی بھی مذہب اسلام کا بدل نہیں ہے۔

ہم خاندانی مسلمان ہیں

ہم چونکہ موروثی مسلمان ہیں باپ دادا مسلمان تھے مسلم گھرانے میں پیدا ہوگئے اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں۔ لیکن وہ محنت ومشقت برداشت کرنے کے بعد اسلام قبول کرتے ہیں مختلف ادیان و مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کرتے ہیں ان کے ایمان میں اور ہمارے ایمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان کے ایمان میں پختگی ہوتی ہے صحیح معنوں میں اسلام کو سمجھتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں یہ محرومی کی بات ہے کہ ہم مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے پلے بڑھے مگر اسلام کی قدر نہیں پہچانی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوتاہی کو معاف فرمائے اور اسلام کے ایک ایک حکم پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ”نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟“ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گذار کرنی ہیں۔ ہر شئے کے خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہیں ہر مخلوق کے نفع ونقصان کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کس میں بندے کا نفع ہے اور کس میں بندے کا نقصان ہے یہ دنیا اور دنیا کی ساری رنگینیاں ایک دن ختم ہوجائیں گی باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی ہے اور جو کچھ آخرت میں تیار کیا گیا ہے خواہ راحت وآرام ہو یا عذاب وتکلیف یہی دائمی ہے۔

یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ اس نے ثواب کمانے کیلئے بے شمار عبادتیں مشروع کی ہیں، جن میں بندوں کی صحت، بیماری، کمزوری، کم عمری اور مختلف حالتوں کے اعتبار سے نیکی کے حصول اور درجات قرب کے بہت سے دروازے کھولے ہیں، ارشاد باری ہے: يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفاً. یعنی اللہ تعالیٰ تم سے (بوجھ) ہلکا کرنا چاہتا ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ایسی بہت سی نصوص شرعیہ موجود ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی محدود کوشش اور کم عمل پر بھی بے شمار نیکیاں مل جاتی ہیں، مسلم شریف میں زید بن خالد الجہنی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی مجاہد کو تیار کر کے بھیج دیا تو گویا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں کی ضروریات پوری کر دیں تو گویا اس نے جہاد کیا، اس حدیث میں ایسے شخص کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کرنے کا حکم بھی ہے، جو مسلمانوں کی مصلحت کے لئے کسی مہم پر روانہ ہو چلا ہو۔

دار قطنی میں معاذ بن جبل سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہاری موت کے وقت تمہارے مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیا ہے جس سے تمہاری نیکیوں میں اضافہ ہوگا، یعنی کوئی شخص اپنی موت سے پہلے اپنے مال کے ایک تہائی کے بارے میں کوئی بھی جائز وصیت مثلاً مسجد، مدرسہ یا کسی غریب کو دینے کی وصیت کر سکتا ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا ثواب اسے ہمیشہ کے لئے پہونچتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مومن کی موت کے بعد اس کا جو عمل اسے پہونچتا رہتا ہے، ان میں سے ایک وہ علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا یا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی کوئی قرآن جو اس نے

وراثت میں چھوڑا یا مسجد جو اس نے بنایا یا مسافر کے لئے گھر بنایا نہر کھدوائی یا بحالت صحت اپنی زندگی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا تو اس کی موت کے بعد اسے مل جائے گا۔ (اخرجہ ابن ماجہ) یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کا اثر موت کے بعد باقی رہتا ہے ،لہٰذا ان کے باقی رہنے تک میت کو اس کا ثواب بھی پہنچتا رہے گا۔

ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی اس غرض سے آیا کہ آپ اسے سواری دے دیں اور آپ کے پاس اس وقت سواری نہ تھی تو دوسرے کے پاس اسے راستہ بتادیا، چنانچہ دوسرے شخص نے اسے سواری دے دی اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کو آکر اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا:"اِنَّ الدَّالَ عَلٰی الْخَیرِ کَفَاعِلِہٖ" یعنی نیک عمل کا راستہ بتانے والا اس عمل کے کرنے والے کی طرح ہے، اسی طرح مسلم شریف میں ابومسعود البدری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیرٍ فَلَہُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ" اس کا مطلب ہے کہ جس نے کسی کو ایسا عمل بتایا جس میں اجر وثواب ہے، چاہے زبان سے بتایا یا عمل کر کے بتایا یا لکھ کر یا اشارہ سے بتادیا تو اس عمل کے کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ہوگا، مزید یہ کہ عمل کرنے والے کے عمل میں سے کچھ کمی بھی نہ کی جائے گی۔

آخرت کے لئے کام کریں

اسی طرح اگر کسی نے کوئی نیک اور اچھا طریقہ رائج کر دیا تو اس کا ثواب اس کو ملتا رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سَنَۃً حَسَنَۃً فَلَہُ اَجْرُ ھَا وَاَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِ ھِمْ شَیئٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سَنَۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرَ مِنْ

اَوْزَارِهِمْ شَيْئٌ۔ جس نے اسلام میں کوئی عمدہ طریقہ رائج کیا تو اس طریقہ کے رائج کرنے والے کو تو اس کا ثواب ملے گا اور جو لوگ اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے تو ان لوگوں کے عمل کا ثواب بھی اس سے پہلے جاری کرنے والے شخص کو ملے گا اور کسی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کر دیا تو اس کا گناہ تو اسے ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس برے طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس سے پہلے شخص کو ملے گا اور کسی کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ اس لئے ہمیں غور وفکر کر کے زندگی گذارنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ برائی کو ہم جاری کرنے والے ہو جائیں اور ہزاروں لوگوں کے گناہوں کا وبال ہمارے سر ہو اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوگی اس لئے ہم کو ایسا کام کرنا چاہئے جو مرنے کے بعد ہمیں فائدہ دے دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے کوئی بھی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرے اور وہ کام کرے جو اسے مرنے کے بعد کام آئے اور نادان ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑے اور اللہ پر بڑی بڑی امیدیں قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

یہود و نصاریٰ دنیا کے امام نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''یہود و نصاریٰ دنیا کے امام نہیں'' قرآن کریم میں جگہ جگہ ان دونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی بدعہدی وعدہ خلافی اور ان کی سرکشی اور نازیبا حرکتوں کا بھی تذکرہ کیا خصوصاً قوم یہود پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں نازل ہوئیں لیکن اپنی فطری جبلت کے وجہ سے غضب خداوندی کے مستحق ہوئے اور اللہ نے لعنت بھیجی اور معزز انبیاء علیہم السلام کی زبانی بھی ملعون ہوئے، ایک جگہ ان کے گناہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے۔ فَبِمَا

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً سو ہم نے ان کے عہد توڑنے پر ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ لعنت کریں وہ دنیا وآخرت دونوں جگہ ذلیل ورسوا ہی ہوگا۔

یہود کو اللہ تعالیٰ نے امامتِ عالم کے منصب پر فائز کیا تھا اور ان میں بے شمار انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تھے۔اس کے علاوہ اس نے ان کو اور بھی کئی خصوصی انعامات سے نوازا تھا،جن کا حوالہ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ان باتوں سے یہود ونصاریٰ کو خاص طور سے یہود کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے۔ارشاد ہے:وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ. (المائدہ:۱۸) ''یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں،ان سے پوچھو،پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اللہ نے پیدا کئے ہیں،وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی غلط فہمی کا ازالہ دو باتوں کے ذریعے کیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے گناہوں اور جرائم کا حوالہ دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ گناہوں کو پسند نہیں کرتا اور تم مسلسل گناہ کرتے جاتے ہو،پھر تم کیسے اللہ کے چہیتے ہو سکتے ہو؟ جس طرح اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا حامل ہے،اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تمہیں بھی ان صفات کا حامل ہونا چاہئے جب کہ حقیقت میں تم ایسے نہیں ہو۔لہٰذا اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟ دوم:ان کی سزاؤں کا حوالہ دیا گیا ہے،گویا اللہ تعالیٰ ان کو بتا رہا ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی دوست اپنے دوست کو بلاوجہ سزائیں نہیں دیتا۔اللہ تمہیں سزائیں دیتا ہے تو تم اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟

ان دونوں باتوں کے تعلق سے قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو ان میں ان کی کافی وضاحت ملتی ہے۔قرآن کی بہت سی آیات میں یہود ونصاریٰ کے گناہوں اور ان کے جرائم کو واشگاف کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں: ارشاد ہے: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا. وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا. (النسا:۱۵۵-۱۵۶)

''آخر کار ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور متعدد پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، حالاں کہ درحقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور اس وجہ سے یہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔پھر اپنے کفر میں یہ اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا''۔

یہود بڑی شاطر قوم

یہود اپنے ذہنی فساد کی وجہ سے ہر دور میں ذلیل ورسوا ہوتے رہے صدیوں تک ان کا کوئی ملک نہیں تھا ایک طویل عرصہ تک یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان قتل عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ پر لڑائیاں ہوتی رہیں اور عیسائی ممالک میں ان کو سر چھپانے کی بھی جگہ میسر نہ ہوئی اور ہر ملک میں ذلیل ورسوا ہو کر نکالے جاتے رہے اور آج جو ملک اس شاطر قوم کو پناہ دیدیتا ہے تو وہ اپنے سودی کاروبار کی وجہ سے وہاں کی عوام کا خون چوستے رہتے ہیں۔بالآخر وہاں سے بھی کبھی نہ کبھی ذلیل ورسوا ہو کر نکلنا پڑتا ہے اس ملعون قوم کے ساتھ احسان کرنا خودکشی کرنے کے مرادف ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جو عیسائی تھے وہ یہودیوں کے بالمقابل بہتر تھے ان

میں قبول حق کی صلاحیت نسبتاً یہودیوں کے زیادہ تھی جیسا کہ نجاشی شاہ حبشہ نے اسلام قبول کرلیا مقوقس اور قیصر شام وروم نے صحابہ کرام کے ساتھ اچھا سلوک کیا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ آج کل کے عیسائی علماء اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں اور اسلام دشمنی میں دونوں متحد ہیں اس لئے ہم کو ہر ایک سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے دشمنان اسلام خواہ کتنی ہی سازشیں کرلیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدبیر سب پر غالب ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رمضان سے رمضان تک کا کفارہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا لطف وکرم اور احسان ہے کہ امت محمدیہ پر رحمت وبرکت والا مہینہ رمضان المبارک عطا فرمایا۔ قرآن واحادیث میں اس مہینہ کے تعلق سے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ میں اس وقت اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کے بجائے ایک بہت بڑے عالم دین

اور علمی خاندان سے تعلق رکھنے والے جن کے نام سے ہندوستان اور برصغیر ہی نہیں بلکہ پورا عالم شاید واقف ہو میں انہیں کے معروضات پیش کرتی ہوں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان سے رمضان تک کفارہ کی شرط یہ ہے کہ دل میں رمضان کی لگن رہے جب رمضان گزر جائے تو آدمی یہی سوچتا رہے کہ بڑا برکت کا مہینہ ہاتھ سے چلا گیا خدا کرے کہ پھر آجائے اور کسی طرح سے گیارہ مہینہ پورے ہوں اور پھر رمضان شریف آجائے جب یہ نیت اور لگن ہوگی تو اس کے اثرات باقی رہیں گے اور اگلے اثرات اس کیلئے مبادی اور مقدمات بن جائیں گے اور یہ دونوں چیزیں مل کر بیچ کے گناہوں کو مٹادیں گی۔

معلوم ہوا کہ رمضان کی برکات سے برائیاں اور بدیاں مٹتی ہیں۔

ایک برکت تو یہ ہوئی کہ آدمی صالح بن گیا اور دوسری برکت یہ ہوئی کہ درمیان کے گناہ اگلے سال کے رمضان کے آنے تک مٹ جائیں گے مگر ان برکات کو قائم رکھنا یہ آدمی کی توجہ پر موقوف ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ وہ برکتیں اترتی رہیں اور ہم ناقدری کرتے رہیں اور پھر وہ آجائیں۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا ہم اپنی رحمت تمہاری کمر سے چپکا دیں گے اور تم بھاگے چلے جارہے ہو بلکہ تم محتاج ہو کہ تم کو ہزار دفعہ ضرورت ہو توجہ کرو، دینے کیلئے میں تیار ہوں مگر توجہ کرنا تمہارے لئے شرط ہے آنکھ کے اندر دیکھنے کی طاقت ہے لیکن خود بخود نہیں دیکھے گی بلکہ جب آدمی کسی چیز کے دیکھنے کی کوشش کرے گا جبھی وہ چیز آنکھ کے سامنے آئے گی اگر آنکھ بند کئے ہوئے بیٹھا ہو تو آنکھ کے اندر لاکھ قوت ہو آنکھ سے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ کانوں میں سننے کی طاقت ہے مگر کان لگانا شرط ہے کان لگاؤ جبھی تو بات سننے میں آئے گی اگر کان ہی نہ لگاؤ تو کوئی بات سننے میں نہیں آئے گی۔ بدن کے اندر قوت لامسہ ہے چیزوں کی نرمی گرمی اور سختی سب

محسوس کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہاتھ لگاؤ لیکن اگر ہاتھ ہی نہ لگاؤ تو وہ قوت اپنے اندر رکھی رہے گی ہر قوت کا خاصہ یہی ہے کہ اس کے استعمال کی طرف توجہ ہو۔

☆ رمضان المبارک کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔

☆ رمضان المبارک میں شیاطین قید و بند میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔

☆ رمضان المبارک میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ رمضان المبارک کی راتوں میں ایک رات (شب قدر) آتی ہے جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے تک عبادت کرنے کے ثواب سے زیادہ ملتا ہے، اس رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اور جس بندہ کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں اس کے لئے دعاء کرتے ہیں اور تمام فرشتے آمین کہتے ہیں۔

☆ رمضان المبارک میں خداوند قدوس کی بے پناہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

☆ رمضان المبارک کا مہینہ روحانی ترقی کے لئے ایسا ہے جیسے ساون کا مہینہ ہریالی کے واسطے۔☆ رمضان المبارک میں اپنے غریب بھائی بہنوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ روزہ مخلصانہ عبادت ہے جس میں دکھاوٹ کا کوئی شائبہ نہیں اس لئے حق تعالیٰ اس کا اجر بطور خاص عطا فرمائیں گے۔☆ رمضان المبارک کے مہینے میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیے

حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ہی عمدہ باتیں بیان فرمائیں ہیں عمل کرنے کے لئے چند باتیں ہی کافی ہوا کرتی ہیں اور عمل ہی کرنے کی نیت نہ ہو تو لاکھ تقاریر سن

لیں نصیحتیں سن لیں بلکہ ڈھیر سارا علم بھی حاصل کرلیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم چند اینکہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند
چار ہائے برد کتاب چند
آں تہی مغز راچہ علم وخیر
کہ برو ہیزم است یا دفتر

علم چاہے جتنا زیادہ حاصل کرلو جب تمہارے اندر عمل نہیں ہے تو بیوقوف ہی ہو، نہ تو محقق بن سکتے ہو نہ عالم بلکہ ایسے شخص کی مثال تو ایک گدھے کی ہے جس کے اوپر کچھ کتابیں رکھدی گئی ہوں ظاہر سی بات ہے کہ اس جانور کو کیا معلوم کہ اس پر لکڑیوں کا گٹھر ہے یا کتابوں کا دفتر۔

اس لئے رمضان کے فضائل سن لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرنا چاہئے بلکہ رمضان کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہئے اس لئے کہ معلوم نہیں آئندہ سال ہم کو یہ برکت والا مہینہ ملے گا یا نہیں ہر رمضان کو آخری رمضان ہی تصور کریں تاکہ قدر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو رمضان المبارک کی ساعتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

جنتی لوگوں کی پہچان

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں اللہ کے نزدیک سب سے باعزت وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو بے شک اللہ تعالیٰ علم اور خبر رکھنے والا ہے۔ دنیا کے اندر دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر احکام بجالاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نافرمان اور سرکش ہوتے ہیں جو فرمانبردار بندے ہیں ان کے لئے مرنے کے بعد نیکیاں ہے جنت ان کی آرام گاہ ہوگی ان کو نہ تو کوئی تکلیف ہوگی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے وہاں ان نعمتوں سے محظوظ ہوں گے جن کا انسان دنیا میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے

نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی کے آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی قلب شہ پر ان کا خیال گذرا اور جو برے لوگ ہیں سرکش ونافرمان ہیں ان کی قسمت میں تباہی لکھدی گئی۔ جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے ہم کو اللہ تعالیٰ نے چند روزہ زندگی عطا کی آخرت کی تیاری کرلینی چاہئے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جو ہم کو جنت میں لے جائیں۔

ابھی ایک جنتی آئے گا

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ مسند احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تمہارے سامنے ایک شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے''۔

چنانچہ ایک صاحب انصار میں سے آئے، جن کی داڑھی سے تازہ وضو کے قطرات ٹپک رہے تھے اور بائیں ہاتھ میں اپنے نعلین لئے ہوئے تھے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، یہی شخص اسی حالت کے ساتھ سامنے آیا، تیسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور یہی شخص اپنی مذکورہ حالت میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے تو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے پیچھے لگے (تاکہ اس کے اہل جنت ہونے کا راز معلوم کریں) اور ان سے کہا کہ میں نے کسی جھگڑے میں قسم کھالی ہے کہ میں تین روز تک اپنے گھر نہ جاؤں گا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو تین روز مجھے اپنے یہاں رہنے کی جگہ دے دیں، انہوں نے منظور فرمالیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ تین راتیں ان کے ساتھ گذاریں، تو دیکھا کہ رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھتے، البتہ جب سونے کے لئے بستر پر جاتے تو کچھ اللہ کا ذکر کرتے تھے، پھر صبح کو نماز کے لئے اٹھ جاتے تھے، البتہ اس پورے عرصہ

میں میں نے ان کی زبان سے بجز کلمہ خیر کے کوئی کلمہ نہیں سنا۔ جب تین راتیں گذر گئیں اور قریب تھا کہ میرے دل میں ان کے عمل کی حقارت آ جائے تو میں نے ان پر اپنا راز کھول دیا کہ ہمارے گھر کوئی جھگڑا نہیں تھا، لیکن میں رسول اللہ ﷺ سے تین روز تک سنتا رہا کہ تمہارے پاس ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے اور اس کے بعد تینوں دن آپ ہی آئے، اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ رہ کر دیکھوں کہ آپ کا وہ کیا عمل ہے جس کے سبب یہ فضیلت آپ کو حاصل ہوئی، مگر عجیب بات ہے کہ میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا، تو وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو اس درجہ پر پہنچایا؟۔

انہوں نے فرمایا: میرے پاس بجز اس کے کوئی عمل نہیں جو آپ نے دیکھا ہے، میں یہ سن کر واپس آنے لگا تو مجھے بلا کر کہا: ہاں! ایک بات ہے: ”میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ اور برائی نہیں پاتا اور کسی پر حسد نہیں کرتا جس کو اللہ نے کوئی خیر کی چیز عطا فرمائی ہو“۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بس یہی وہ صفت ہے جس نے آپ کو یہ بلند مقام عطا کیا ہے“۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۶۵)

کینہ، حسد، بغض روحانی امراض ہیں

یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ انسان دوسرے کی نعمتوں کو دیکھ کر اس پر حسد نہ کرے اور اپنے دل میں کسی کی برائی کو جگہ نہ دے بلکہ اپنے دل کو کینہ حسد اور تمام برائیوں سے پاک وصاف رکھے حسد بہت بری چیز ہے جس آدمی کو یہ بری لت لگ گئی وہ اندر ہی اندر گھلتا رہے گا اور کبھی بھی وہ ترقی نہیں کرسکتا نہ دنیوی ترقی نہ دینی ترقی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا

وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. آپس میں ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو اور ایک دوسرے کی پشت پیچھے برائی مت کرو، اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ. (سورہ حجرات:۱۲) اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بلا شبہ بعض گمان گناہ ہیں اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں کینہ حسد بغض غیبت عناد وغیرہ یہ سب روحانی امراض ہیں ان سے بچنا بہت ہی ضروری ہے تاکہ ہم گناہوں سے بچ کر نیک کام کرنے والے ہو جائیں اور جنت میں جانے کے مستحق ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رشتوں کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! سکون زندگی گذارنے کے لئے رشتوں کا آپس میں استوار ہونا بھی ضروری ہے اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے اور رشتوں کو توڑنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے قرآن کریم میں جہاں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے وہیں ذوی القربی فرما کر دوسرے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق قرابت کی ادائیگی کی بھی

وصیت فرمائی گئی ہے۔ ایک سائل نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلا حق تمہاری ماں کا ہے۔ پھر تمہارے باپ کا اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے اہل قرابت کا یعنی جو جتنا زیادہ قریب ہوگا اس کے حقوق اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور جو دور کا رشتہ دار ہو اس کے حقوق کم ہوں گے مگر رشتہ کی وجہ سے حقوق اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

''بخاری اور مسلم شریف'' کی روایات ہیں کہ: ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ''، ''رشتہ توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا''۔

''لَا یَحِلُّ لِمُوْمِنٍ اَنْ یُّھْجُرَ اَخَاہ فَوْقَ ثَلَاثَ لَیَالٍ'' ''مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ تین رات دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بات نہ کرے اور قطع تعلق رکھے۔'' (کتنی بڑی وعید ہے؟ اگر ہم اس عمل سے نہ بچیں تو دوزخ کی آگ سے بھی نہ بچ سکیں گے)

''لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا''، ''آپس میں قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے کے درپے نہ رہو اور بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو۔ اے اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی بن کر رہو۔'' تعلقات کو استوار کرنے کا حکم ہے۔

''کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ تُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ''، ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو بات سنے وہ بغیر تحقیق کے لوگوں سے بیان کرنا شروع کردے۔'' (یعنی بغیر تحقیق کے بات کا بتنگڑ بنانے والا شخص جھوٹا ہے)

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ''، ''مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔ ''اَلْمُسْلِمُ

اَخُ الْمُسْلِمْ، ’’ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے‘‘۔ رشتہ دار اگر برابرتاؤ کریں تب بھی انہیں تم معاف کردو۔ درگذر کے معاملہ میں بڑا اجر وثواب ہے۔ ناراضگی کو رفع دفع کرنے میں جو شخص پہلے کرے گا وہ زیادہ ثواب کا حق دار ہوگا۔

رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام

سورہ الحجرات: ۱۳، میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. (اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور مختلف خاندان یعنی رشتہ دار بھی بنائے۔ (جھاڑ کی ڈالیوں کی طرح) تاکہ تم ایک دوسرے کو جان پہنچان سکو یعنی آپس میں رشتہ داری کے تعلقات برقرار رکھ سکو۔ کوئی کسی پر فوقیت نہیں رکھتا مگر اللہ کے نزدیک وہ شخص بڑا درجہ اور مقام رکھتا ہے جو پرہیزگاری اور تقویٰ میں آگے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ کی خبر رکھتا ہے۔‘‘ اللہ توفیق فرمائے کہ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. ’’تمہیں چاہئے کہ عفو اور درگذر سے کام لو۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے‘‘۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے؟ کمال درجہ کی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ دوسرے رشتہ دار تم سے اپنا تعلق توڑیں تو اس وقت بھی اپنا تعلق جوڑے رکھو اور ان کے حقوق ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ اس دینی ماحول کی خوشگواری کو قائم رکھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آج کل دعوتوں اور تقریبوں میں بے جا اسراف اور غیر شرعی رسموں کے چلن کے ساتھ فلم بندی، باجانوازی اور آتش بازی کے موقعوں پر مسلمانوں کو اعلانیہ طور پر

بائیکاٹ کرنے کی اسلامی تمدن میں اجازت ہے مگر رشتہ داری اور تعلقات کو برقرار رکھا جانا چاہئے (رشتہ دار کی خوشنودی پر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی افضل اور قابل ترجیح ہے) ایسا کرنا ہی غیر شرعی اعمال کو ترک کرانے میں ممد ومعاون ثابت ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمُ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ وَصَلَکَ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَکَ قَطَعْتُهٗ۔ رحم حق قرابت مشتق ہے رحمٰن سے یعنی خداوند رحمٰن کی رحمت کی ایک شاخ ہے اور اس نسبت سے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی باہم قرابت اور رشتہ داری کے تعلق کو اللہ کے اسم پاک رحمٰن سے اور اس کی صفت رحمت سے خاص نسبت ہے اور وہی اس کا سرچشمہ ہے اور اسی لئے اس کا عنوان رحم وتقر کہا گیا ہے اسی خصوصی نسبت ہی کی وجہ سے عند اللہ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو صلہ رحمی کرے گا یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا کرے گا اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے سے وابستہ کرلے گا اور اپنا بنالے گا اور جو کوئی اس کے برعکس قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے سے کاٹ دے گا۔ اس حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صلہ رحمی کے حقوق کس قدر اہم ہیں اور ان کی ادائیگی کتنی ضروری ہے بہرحال ہم کو آپس میں مل جل کر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا ہمہ وقت خیال رکھنا چاہئے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا. وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار۔ بچے کچے ہوتے ہیں ان کا دل ودماغ بالکل صاف وشفاف ہوتا ہے بچپن ہی سے آپ جو کچھ چاہیں ان پر نقش کر سکتے ہیں ان کا دل ودماغ اس کو قبول کرے گا اس لئے بچپن ہی سے ان کو غلط صحبتوں سے دور رکھنا چاہئے اور اچھے لوگوں کی صحبت میں ان کو بٹھانا چاہئے تاکہ ان کے دل ودماغ پر صلحاء کی صحبت کا اثر پڑے اور آگے چل کر یہ ننھے بچے نیک اور صالح

بنیں یہ سب ذمہ داری صرف والدین ہی کی ہے وہ جس طرح چاہیں بچوں کو بنا سکتے ہیں اگر بچوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو ان کی پوشیدہ صلاحیتیں اجاگر نہیں ہو سکتی یا غلط طریقوں میں استعمال ہو کر رہ جائیں گی اس لئے والدین پر لازم ہے کہ اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔

ہم بچوں پر خاص توجہ دیں

عمر کے لحاظ سے ہم گروپ میں بچوں کو تقسیم کرتے ہیں اور ہر بچہ فطری طور پر اپنی کوئی نہ کوئی صلاحیت ضرور لے کر آتا ہے، ہر بچہ منفرد ہوتا ہے۔ایک گھر میں پرورش پانے والے دو بچے انتہائی مختلف صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانا یا ان کا دب جانا دونوں ہی والدین اور اسکول کی ذمہ داری ہے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو باصلاحیت بنائیں۔ ہر انسان میں صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔بعض لوگ بچوں کی صلاحیتوں کو پہچان کر انہیں فروغ دیتے ہیں۔ یہ کان کھود کر سونا نکالنے کے مترادف ہے لیکن کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہے۔

محنت اور وقت ضائع کئے بغیر ہر بچہ زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔آج اگر ہم بچوں کی تربیت باضابطہ طریقوں سے کریں تو ہر بچے کی تعطیل بہترین گزرے گی۔اس کے وقت کے ہر لمحے کا صحیح مصرف ہوگا۔اگر ہم بچوں میں مندرجہ ذیل باتوں کی عادت ڈالیں تو ان کی وجہ سے ان کے جسم میں چستی پھرتی پیدا ہوگی، ان کے اعضاء سے سستی وکاہلی دور ہو جائے گی اور وہ ہر وقت چاق وچوبند اور ہر کام کرنے میں پہل کریں گے۔

● علی الصبح اٹھنے کی عادت ڈالیں۔ ● فجر کی نماز پڑھیں۔ ● تلاوت کلام پاک کریں۔ ● صبح چہل قدمی کر کے تازہ ہوا لیں۔ ● ناشتہ کریں۔

● سال نو یعنی جس جماعت میں جانے والے ہیں اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ ● اسکول کی لائبریری سے کچھ دینی کتابیں لے لیں اور ان کا مطالعہ کریں۔ ● کچھ ایسی البم بنائیں جس میں اپنی پسندیدہ شخصیت کی تصویریں اور اس کی معلومات درج ہوں۔

● کچھ ایسے دلچسپ گیم ایجاد کریں جو تعلیم سے نسبت رکھتے ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں معمہ بنائیں اردو زبان میں کچھ ایسے کارڈس بنائیں اور ان کے شوشوں اور املے کو درست کریں اس طرح چھوٹی جماعت سے لے کر بڑی جماعت کے بچے اس کھیل سے نہ صرف مستفید ہوں گے بلکہ کھیل کھیل میں ان کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوگا۔

● پڑوس کے بچوں کے ساتھ گروپ بنائیں اور چھوٹے چھوٹے مقابلے رکھیں جیسے تحریری تقریری، ڈرامے، کہانیاں، قصہ گوئی یہ تمام مقابلے بچوں میں چھپے ہوئے فن کو اجاگر کریں گے۔ یہ سب بچوں کی تخلیقات ہوں گی اور اس سے ان کی چھپی ہوئی صلاحیت اجاگر ہوگی۔

بچوں کی تربیت سے متعلق آپ کو نہ صرف حساس ہونا چاہیئے بلکہ آپ کو بچوں کے مزاج کا ایک بہترین منتظم بن جانا چاہیئے کہ ہر حال میں جذبات اور غصے میں آئے بغیر منصوبہ بند اور احسن انداز سے بچوں کی تربیت کرسکیں۔ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیجئے۔ آپ بھی اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق کام کرسکیں گی اور بچے کے اندر بھی نظم وضبط پیدا ہوگا۔ دوپہر میں فرصت کے اوقات میں والدہ، بڑی بہنیں بچوں کو دین کے ایسے واقعات سنائیں جن میں ہمارے انبیاء عظام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان دین کے حالات زندگی ہوں۔ بچے کی سوچ اور فکر کو صحیح رخ دینے کا یہ نہایت آسان، مہذب اور قابل عمل طریقہ ہے۔

بچوں کی تربیت میں کردار اہم

اگر ہم اکابر اسلاف کی سیرتیں اٹھا کر دیکھیں ان کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ بچپن ہی سے ان کے والدین نے ان پر خصوصی توجہ دی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت سے کون مسلمان ناواقف ہوگا جب ہم ان کی سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ نے ابتدا ہی سے ان کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا اور بڑی اہم نصیحت کی بیٹا حالات کیسے بھی آجائیں مگر کبھی جھوٹ نہیں بولنا زندگی بھر اس پر کاربند رہے۔ اور ہمیشہ سچ ہی بولتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور آج بھی لاکھوں لوگوں کے دلوں میں ان کی عقیدت ومحبت جاگزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ والدین اور اساتذہ کو مسلم بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہتر نظم ونسق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مریض کی عیادت کے احکام

اَلسَّلاَمُ عَلَیکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! صحت اور بیماری دونوں اللہ کی نعمت ہے اگر بیماریاں نہ آئیں تو صحت وتندرستی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی اگر موت نہ ہوتو زندگی کی کوئی قیمت نہیں اسلام چونکہ ایک مکمل نظام زندگی کا نام ہے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے شریعت مطہرہ نے احکام نہ بیان کئے ہوں، اوراس کے لئے اصول وضوابط نہ بتائے ہوں یہ خصوصیت صرف اسلام ہی کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی بھی دین ومذہب میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں ہم کو اپنے مذہب سے الگ کوئی چیز تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ مذہب اسلام آخری مذہب ہے پیغمبر اسلام آخری پیغمبر ہیں قرآن مقدس آخری آسمانی

کتاب ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً. ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ رہتی دنیا تک اسلام ہی کے قوانین چلیں گے اور اسی پر عمل کرنا راہ نجات کو پانے کے لئے ضروری ہوگا اب اگر اس طریقہ کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے یا کسی اور مذہب کی اتباع و پیروی کی جائے تو کبھی ہدایت یاب نہیں ہو سکتے۔ بہر حال میں یہ عرض کر رہی تھی صحت و بیماری دونوں اللہ کی نعمت ہیں بیماری کی وجہ سے گناہ مٹتے ہیں آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے اور صحت اللہ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صحت کو غنیمت جانو بیماری سے پہلے۔

مریض کی عیادت کے حوالے سے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ”عیادت کیلئے جاؤ تو مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھا کرو“۔ اگر آدمی کو یقین ہو کہ میرے زیادہ بیٹھنے سے بیمار کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عیادت کا افضل مرتبہ اونٹنی کے دو مرتبے دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر ہے اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہترین عیادت وہ ہے جس میں عیادت کرنے والا مریض کے پاس سے جلد اٹھ کھڑا ہو“۔

عیادت کی مسنون دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے ”اے لوگوں کے رب، بیماری دور فرمادے اور شفاء عطا فرمادے۔ تو ہی شفاء دینے والا ہے بس تیری ہی شفاء شفاء ہے ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوئے“۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب کوئی مسلمان کسی بیمار کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یوں کہے ''میں اللہ بزرگ و برتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دعاء کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے، تو اللہ اسے شفا دے دیتا ہے بشرطیکہ اس کی موت کا وقت نہ آ گیا ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص کسی مریض کے پاس عیادت کیلئے آئے تو اسے یہ دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں۔ (ترجمہ) ''اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تاکہ وہ تیرے دشمن سے مقابلہ کرے یا تیری خوشی و رضا کی خاطر جنازے کی طرف (یعنی نماز جنازہ کیلئے) چلے''۔

عیادت کے لئے مختلف دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو انہیں دعائیں دیتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے جب کہ میں حالت مرض میں مبتلا تھا، آپ ﷺ نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی ''اللہ تیرے نقصان کو دور کرے، تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دین اور جان دونوں کی موت تک عافیت فرمائے''۔

بیمار پرسی کا انداز

''کنز العمال کی ایک روایت میں ہے 'مریض کی عیادت کا کامل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنیوالا اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھے یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اور اس سے دریافت کرے کہ تمہارا مزاج کیسا ہے''۔ اس قسم کی ایک اور روایت کنزل العمال میں ہے۔ مریض کی تیمارداری کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس پر رکھو اور اس سے دریافت کرو کہ تمہاری صبح کیسی گذری اور شام کیسی گذری؟

مریض سے کیسے بات کی جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی عیادت کی اور اس سے فرمایا کہ تمہیں خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بخار میری آگ ہے' جسے میں اپنے بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ (بخار) اس کے حق میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے''۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اعرابی (قیس بن ابی حازم) کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس سے فرماتے'' ''کوئی بات نہیں' انشاء اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) پاکیزگی ہوگی''۔

مریض سے دعا کی درخواست کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم مریض کی عیادت کرو اور اس سے درخواست کیا کرو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ مریض کی دعا بلاشبہ قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'مریض کی دعا تندرست ہونے تک لوٹائی نہیں جاتی'۔

مریض کے پاس شور وغل کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیادت کے وقت مریض کے پاس بیٹھنا اور شور وغل نہ کرنا سنت ہے۔

عیادت میں وقفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اس روایت کی بنا پر یہی ہے کہ عیادت تین دن کے بعد کرنی چاہئے مگر جمہور علماء کے نزدیک عیادت کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں پہلے دن کی عیادت کو سنت فرمایا گیا ہے۔ پہلے دن کی عیادت سنت ہے اس کے بعد نفل ہے۔

غیر مسلم کی عیادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت کی اور اس کے سر کے قریب تشریف فرما ہوئے اور اس سے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب بیٹھا تھا اسکے باپ نے کہا کہ ''ابو القاسم'' (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو، چنانچہ وہ بچہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے کہ حمد وثنا اس پروردگار کی جس نے اسے (اسلام کے ذریعہ) آگ سے نجات دی۔

اس حدیث پاک میں چند امور قابل غور ہیں۔ معلوم ہوا کہ عیادت کے وقت مریض کے سرہانے بیٹھنا سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلم کی عیادت کے لئے

تشریف لے گئے بلکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جو آنحضرت ﷺ کا بدترین دشمن تھا اس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، یہ اس بیماری کا واقعہ ہے جس میں وہ مرا ہے''۔ (سنن ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات سے عیادت کی اہمیت اور اس کے آداب کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے، ہمیں چاہئے کہ مریض کی عیادت کے ان زریں اصولوں کو اپنائیں اور اختیار کریں۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے کہ لوگ عیادت کے وقت مریض کی بے چینی میں اضافہ کردیتے ہیں مثلاً آپ تو بہت کمزور ہوگئے، معلوم ہوتا ہے علاج ٹھیک نہیں ہورہا ہے، ڈاکٹر بدلنے کی ضرورت ہے' ہم نے تو فلاں صاحب سے علاج کرایا تھا، فلاں دوا بہتر رہے گی وغیرہ۔ ان باتوں سے مریض کی دلجوئی کے بجائے دل شکنی ہوتی ہے حالانکہ حدیث میں آتا ہے یعنی جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے اچھی باتیں کرو''۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ مجھے پیٹ کے درد کی شکایت تھی' آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہیں درد شکم ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ''اٹھو نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفا ہے''۔

عیادت میں وقفہ

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جن احکام کو لازم فرمایا ہے ان کے ادا کرنے سے بندوں کو صرف روحانی اور اخروی فائدہ ہی نہیں بلکہ جسمانی اور دنیوی فائدے بھی ہیں، نماز ہی کو لے لیجئے جب مسلمان صبح کو اٹھ کر مسجد جاتا ہے تو اخروی فائدہ تو ہے ہی مگر جسمانی فائدہ یہ ہے کہ اس کی ورزش ہوتی ہے اور چند قدم چلنے کی وجہ سے اس

کے جسم میں نشاط اور چستی پیدا ہوتی ہے اور جب وہ نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے پھر رکوع کرتا ہے سجدہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے جسمانی ورزش بھی ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اس لئے ہم بیماری کی حالت میں بھی نماز وغیرہ کی پابندی کریں تا کہ اس کی برکت سے جلد بیماریوں سے نجات مل سکے اور سچ تو یہ ہے کہ مومن کے لئے بیماری بھی خیر کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کو اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں پھر کیوں بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حالانکہ بہت سے کفار مشرکین جو بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں شراب وکباب میں زندگی بسر کرتے ہیں انہیں کوئی بیماری تک نہیں آتی ۔ ایک بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان کو جو تکلیف پہونچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک وصاف کرتے ہیں آخرت میں اس کا فائدہ ہمیں محسوس ہوگا اور کفار مشرکین کیلئے تو دنیا ہی جنت ہے مرنے کے بعد ان کو سخت عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ڈھیل دے دی ہے جتنا چاہو مزے اڑالو جب آنکھیں بند ہونگی تو معلوم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مومنین ومومنات کو گناہ عظیم سے بچنے کی اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین کی فضیلت، زبانِ رسالت ﷺ سے

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ نے خواتین کے لئے بڑی فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں یقیناً عورتوں کے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ زبان نبوت نے بار باران کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس حیثیت سے صنف نازک پر پیغمبر اسلام ﷺ نے بڑے عظیم احسانات فرمائے ہیں ایک عورت جو اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ ان ارشادات کو سن کر دنیا کے اندر

پیش آنے والی ساری مشکلات اور پریشانیاں بھول جائے گی بلکہ آخرت میں ملنے والی عظیم نعمتوں کا تصور کر کے خوشی خوشی برداشت کرے گی۔

● ایک نیک باعمل عورت ستر اولیاء سے بہتر ہے۔ ● بد عورت ایک ہزار بد مردوں سے بدتر ہے۔ ● حاملہ عورت کی دو رکعت نماز عام عورت کی اسی رکعت نماز سے بہتر ہے۔ ● دودھ پلانے والی عورت کو ایک ایک بوند دودھ کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ ● شوہر پریشان گھر آئے تو بیوی اسے خوش آمدید کہے تسلی دے تو آدھے جہاں کا ثواب ملتا ہے۔ جو عورت اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے سو نہ سکے اس کو ساٹھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ● شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو محبت کی نظر سے دیکھے تو اللہ پاک ان کو محبت سے دیکھتے ہیں۔ ● و عورت اپنے شوہر کو اللہ پاک کی راہ میں روانہ کرے خود اپنی حفاظت سے گھر پہ رہے تو وہ اور مردوں سے پچاس سال پہلے جنت میں جائے گی وہ عورت ستر ہزار عورتوں کی سردار ہوگی اس عورت کو جنت میں غسل دیا جائے گا اور پھر یاقوت کے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے شوہر کا انتظار کرے گی۔ ● جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے بے آرام رہے اور بچے کو آرام پہنچائے اسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ۱۲ سال کی مقبول عبادت کا اجر ملتا ہے۔ ● جو عورت آٹا گوندتے وقت بسم اللہ کہے تو اس کی روٹی میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ ● جو عورت اپنے گھر میں جھاڑو دیتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے کا اجر ملتا ہے۔ ● حاملہ عورت کی ہر ایک رات عبادت میں ہر ایک دن روزہ میں شمار ہوتا ہے۔ ● جو پاک دامن ہے اور روزہ نماز کی پابندی کرے اپنے شوہر کی خدمت گزار ہو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ● ایک بچہ پیدا کرنے پر عورت کو ۷ سال کی عبادت نماز و روزے کا اجر ملتا ہے۔ ● بچے کی پیدائش کے وقت ماں کی ہر

رگ رگ کے درد پر ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ ● اگر عورت بچہ پیدا ہونے کے چالیس دن کے اندر انتقال کر جائے تو اللہ پاک سے شہادت کا درجہ عطا فرماتے ہیں۔ ● رات میں بچہ کے رونے پر بغیر بد دعا دیتے دودھ پلا دے تو اس کو ایک سال نماز روزے کا ثواب ملتا ہے۔ ● شوہر کے گھر آنے پر بیوی اس کو کھانا کھلائے تو اس کو ۱۲ سال کا ثواب ہوگا بشرطیکہ کوئی خیانت نہ کی ہو۔ ● جو عورت اپنے شوہر کے پاؤں بنا کہے دبائے تو سات تولے سونا صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ اگر کہنے پر دبائے تو سات تولہ چاندی صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ ● جنت میں لوگ اللہ پاک کا دیدار کرنے جائیں گے لیکن جو عورت دنیا میں باپردہ رہی ہوگی اس کا دیدار اللہ پاک خود کریں گے۔ ● ایک دوزخی عورت چار جنتی مردوں کو اپنے ساتھ لے جائے گی (۱) باپ (۲) بھائی (۳) شوہر (۴) بیٹا جنہوں نے اسے نماز کی تلقین نہیں کی تھی۔ ● باریک کپڑا پہننے والی مردوں میں خواہش پیدا کرنے والی غیر مردوں سے ملنے والی اور بے پردہ عورت کبھی جنت میں داخل نہ ہوگی اور اس کو جنت کی خوشبو سونگھنے کو نہ ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر و شر کا منبع عورت

عورت کی اصلاح سے پورے خاندان و معاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے اس لئے اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے جتنے بھی اولیاء عظام گذرے ہیں ہر ایک کی ماؤں نے ان کو اس مرتبہ پر پہونچانے میں اہم رول ادا کیا ماؤں ہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے دور کے قطب و ابدال بن کر ظاہر ہوئے اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنے اور اگر عورت کی اصلاح نہیں ہے بلکہ

اس کے اندر بگاڑ ہے تو اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے اور خاندان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے خصوصاً اولاد پر، اس لئے عورتوں کو تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات بھی علم کا شغف رکھتی تھیں بلکہ بہت سی خواتین تو مردوں سے بھی فائق تھیں آج احادیث کی روایتوں کا بہت بڑا حصہ عورتوں ہی سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابیات میں اعلیٰ مقام رکھتی تھیں بڑے بڑے صحابہ کرام بھی اہم مسئلوں میں ان سے رجوع فرمایا کرتے تھے اور تسلی بخش جواب پاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَکْمَلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمَلَ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّامَرْیَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِیَۃِ اِمْرَأَۃً فِرْعَوْنَ وَفَضْلِ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرَ الطَّعَامِ. مردوں میں تو بہت لوگ درجہ کمال کو پہنچے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کامل ہوئیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ تمام کھانوں میں ثرید اعلیٰ وافضل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی ذہانت اور قوت حفظ عطا کی تھی سینکڑوں اشعار زبان زد تھے خود بھی بہت بڑی شاعرہ تھیں۔ بہرحال آج کل کی عورتوں کے لئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نمونہ ہیں انہیں کے نقش قدم پر خواتین کو چلنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمین ومسلمات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خدارا غور کیجئے

کیا یہ عورت سے انصاف ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

تاریخ کے ہر دور میں صنف نازک کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا رہا ہے اس کے حقوق کا استحصال کرنے والوں کی تعداد روز افزوں بڑھتی جارہی ہے کہنے کو تو سبھی صنف نازک ہی سے تعبیر کرتے ہیں مگر ذمہ داری مردوں سے بھی زیادہ اس کے سر ڈالی چلی جاتی ہے۔

فطرت انسانی کا ایک اہم خاصہ یہ بھی ہے کہ اسے جس چیز سے روکا جاتا ہے اس چیز کو کر ڈالنے کا جذبہ دوچند ہو جاتا ہے اور اپنی پوری کوشش اس کے پیچھے صرف کر دیتا ہے۔ اب دیکھئے! کہ خالق ارض وسماء نے مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فضیلت عطا کی ہے، لیکن یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ فطرت انسانی اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہو اور اس کے خلاف نہ سوچے، سوچنا تھا، سوچا اور ایسا سوچا کہ بس ہر جگہ اب وہی ہیں، ماچس کی ڈبیہ سے لے کر دیواروں پر چپکے ہوئے بڑے بڑے پوسٹروں تک، ایک ہی جنس، مختلف روپ میں، کبھی سایہ میں تو کبھی دھوپ میں، مختلف رنگ میں، کبھی تنہائی میں، کبھی کسی کے سنگ، مختلف کرداروں میں، کبھی ماں کے روپ میں گھر میں، کبھی آوارہ فطرت کی طرح بازار میں، مختلف رفتار میں، کبھی بائیک پر، کبھی کار میں، مختلف چال میں، کبھی وقار وتمکنت کے ساتھ، کبھی شرابیوں جیسی چال میں، مختلف حال میں، کبھی پورے اور ساتر لباس میں، کبھی صرف رومال میں، مختلف ڈھنگ میں، مختلف رنگ میں، مختلف آہنگ میں، گویا جہاں بھی دیکھو وہ فوق وبرتری کے ''اعلیٰ نمونہ'' پر ہیں۔

اب دیکھئے! کہ ان کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے کون کون سے حربے اپنائے گئے؟ کون کون سے طریقے اختیار کئے گئے۔ برسوں تک دنیا ''حسینہ کائنات'' (Miss Universe) اور حسینہ عالم (Miss World) جیسے خطابات سے ناآشنا تھی، لیکن ترقی کی راہ پر گامزن لوگوں کے عزم مبارک کی وجہ سے منصۂ شہود پر آیا، جہاں پر پنہا کا تو مشاہدہ کیا ہی جاتا ہے، پہنائی بھی باریک بینی سے دیکھی جاتی ہے۔ (شاید دوربین کی بھی کبھی ضرورت پڑتی ہو) مردوں کے لئے آج تک ایسے خطابات وجود میں نہیں آئے۔ یہ برتری نہیں تو اور کیا ہے؟ برتری کو ثابت کرنے کے لئے دنیا والوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہوٹلوں میں ملازمتیں

دلوائیں، جہاں گاہکوں سے مسکرا مسکرا کر باتیں کرنی ہوتی ہیں، جام وخمور نوش جان کرانے کے لئے لوگوں کے سامنے بہت ہی ادب کے ساتھ، سلیقہ سے بن سنور کر کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں چشم آہو سے سیرابی حاصل کرے، انداز میں خرام پیدا کرکے، گردن ذرا سا خم کرکے کہ سامنے والا سو جان سے قربان ہو جائے آنا پڑتا ہے۔ مرد اپنی چال میں ایسی لچک پیدا کر ہی نہیں سکتا کہ دیکھنے والوں کی نیند حرام ہو جائے تو ہوٹلوں کی ملازمت ان کے حصہ میں کیوں کر آسکتی ہے؟ ہاں ایسا اس وقت ہوسکتا ہے کہ جب کوئی نگانِ جوش سے کسی مرد کی چال کو دیکھے۔

مردوں کے شانہ بہ شانہ، دفاتر میں نوکریاں دلوائیں، جہاں دن بھر تھکتی رہتی ہیں، شام آتے ہی اپنے گھروں کو لوٹ کر اپنے "بال و پر" سنبھالتی ہیں۔ پھر بچوں اور شوہر کے لئے ڈنر تیار کرتی ہیں۔ واقعی صاحب یہ برتری ہی ہے کہ بے چارے مرد کو تو ایک ہی ذمہ داری سنبھالنی مشکل ہے اور عورتیں دوہری ذمہ داری اپنے دامن نازک میں سمیٹ رہی ہیں۔

عورت گھر میں رہ کر خود کفیل بن سکتی ہے

شریعت یہ چاہتی ہے کہ عورت آفسوں دکانوں اور معاش کے لئے کہیں جانے کے بجائے گھروں کی زینت بنے شوہر کی خدمت اور بچوں کی دیکھ بھال کرے اگر عورت گھر سے باہر تلاش معاش کے لئے جا رہی ہے تو سینکڑوں قسم کی برائیاں وجود میں آتی ہیں اس کی عزت وناموس محفوظ نہیں رہ سکتی شرم وحیا جو اس کا اصل زیور ہے تار تار ہو جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں بیوی کے مل کر کمانے سے اور رملازمت کرنے سے گھر میں چار پیسے آجائیں گے اور زندگی کی سہولیات یقینی طور پر میسر آجائیں گی مگر اصل سکون واطمینان جو حاصل ہونا چاہئے وہ

کبھی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ عورت کے ذمہ جو گھریلو ذمہ داریاں ہے وہی اس کے جسم ناتواں کے لئے کافی ہیں اس سے زیادہ بوجھ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اگر کرے گی تو گھریلو ذمہ داریوں میں یقیناً خلل پڑے گا اولاد کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کرسکتی اس لئے مرد حضرات کو بھی چاہئے کہ عورتوں کو ملازمت وغیرہ پر بھیجنے کے بجائے تنہا یہ ذمہ داری خود سنبھالیں اور اگر عورت اصرار کرے تو منع کریں اور اگر پیسہ ہی کمانا مقصود ہے تو اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ سلائی کڑھائی وغیرہ کا ایسا کوئی کام سیکھ لیں جو گھر میں بیٹھ کر انجام دیتی رہیں اس طرح عزت وناموس بھی محفوظ رہے گی گھر کے کام کاج بھی کرسکتی ہیں بچوں کی تربیت پر بھی اثر نہیں پڑے گا اور گھر کے بچوں خصوصاً لڑکیوں کو بھی اس کام میں لگا کر تضیع اوقات سے ان کو بچا بھی سکتی ہیں اور خود کفیل بھی رہیں گی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اے نبی مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اس کے بعد الگ سے عورتوں کو حکم دیا گیا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور اے نبی مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اس آیت کریمہ پر اسی وقت عمل ہوسکتا ہے جب کہ عورتیں گھر کے اندر ہی رہیں اور بلا ضرورت شدید گھر سے باہر نہ نکلیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

جس نے استخارہ کیا وہ مصیبتوں سے بچ گیا

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! ہمارا خالق و مالک اور پالنہار اللہ رب العزت ہے ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اسلئے اپنا رشتہ اس سے مضبوط رکھنا چاہئے کسی بھی حالت میں جادۂ حق سے پھرنا نہیں چاہئے اور جب بھی کوئی دینی یا دنیوی معاملہ درپیش ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے اور استخارہ کرلینا چاہئے۔ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کا یہی معمول رہا کہ جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش

آتا تھا تو فوراً اللہ رب العزت سے رجوع کرتے تھے اس لئے کہ انسان کی عقل ہمیشہ صحیح رہنمائی نہیں کرتی بلکہ بسا اوقات غلط رہنمائی بھی کر جاتی ہے اس لئے معاملہ اللہ کے حوالے کر دینا چاہیئے جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا استخارہ کرنے کے بعد جو بھی شکل اللہ ذہن میں ڈال دیں اسی پر عمل کرے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ماندم من استخار الخالق وشاور المخلوق وثبت امره.** (المستدرک علی مجموع الفتاویٰ: باب صلاۃ التطوع)

"جو شخص استخارہ کرے، لوگوں سے مشورہ کرے اور کام اچھی طرح انجام دے تو وہ کسی بھی معاملے میں شرمندگی اور پشیمانی نہیں اٹھائے گا"۔

بعض اہل علم کا قول ہے:

من اعطی اربعا لم یمنع اربعا من اعطی الشکر لم یمنع المزید ومن اعطی التوبة لم یمنع القبول ومن اعطی الاستخارة لم یمنع الخیرة ومن اعطی المشورة لم یمنع الصواب. (احیاء علوم الدین: ۳۰۹)

"جس شخص کو چار چیزیں حاصل ہوگئیں وہ چار چیزوں میں سے محروم نہیں ہوگا۔ ۱- جس نے شکر گزاری کی راہ اپنالی، مزید نعمتوں سے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ۲- جس کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوسکتا۔ ۳- جس کو استخارہ کی ہدایت نصیب ہوئی، خیر اور بھلائی کبھی اس سے نہیں چوکتی۔ ۴- اور جس نے مشورہ کو لازم پکڑ لیا وہ راہِ صواب سے محروم نہیں ہوا"۔

استخارہ کا طریقہ

کسی شخص کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز ادا کرے، پھر دعائے استخارہ پڑھے۔ (اس دعا میں ہذا الامر کی جگہ

درپیش معاملے کا نام ذکر کرے، یا دل میں اس کا ارادہ کرلے) جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌلِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ. (بخاری، رقم:۱۱۶۲) ''جب تم میں سے کسی کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ دو رکعت نفل نماز ادا کرے، پھر یہ دعا پڑھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری قدرت کی بدولت تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے تیرا عظیم فضل طلب کرتا ہوں، بے شک تو ہی قدرت رکھتا ہے، میرے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں، تو ہی جانتا ہے، میں کچھ نہیں جانتا، اور تو ہی غیب کا سارا علم رکھتا ہے''۔

اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اس کو باہر جانے کی ضرورت نہیں یعنی ہر مشکل کا حل اللہ تعالیٰ نے دین میں رکھ دیا ہے ایسا نہیں کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا تو تہذیب وتمدن اور زندگی کی دوسری ضروریات کے لئے ہم کو مذہب سے ہٹ کر کہیں اور تلاش کرنا پڑے گا بلکہ ہر چیز ہم کو عملی نمونوں کے ساتھ مل سکتی ہے بلکہ اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب نہیں جہاں زندگی گذارنے کے سارے اصول وضوابط ہم کو مل سکیں کسی بھی مذہب کے پیروکاروں یا رہنماؤں نے اپنے متقدمین اور ماننے والوں کے لئے یہ سب چیزیں محفوظ ہی نہیں

کیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر افسوس تو مسلمانوں پر ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہم کو زندگی گذارنے کیلئے ایک ایک اصول بتادیا مگر ہم نے دوسروں کی تہذیب وتمدن کو اپنانے میں نے اسلام کی عظیم الشان تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اس لئے ہم بھی ذلت وپستی کے غار میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی غلطی ہے اس سے توبہ کریں اور اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کے حقوقِ مناسبہ ادا نہ کرنے والا ظالم ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں جہاں مردوں کے حقوق کی ادائیگی عورتوں پر لازم قرار دی گئی اسی طرح عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں جن کی ادائیگی کا شریعت نے حکم دیا ہے عورتوں کو معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے اس کو گھر کی ملکہ قرار دیا شادی سے قبل اس کا خرچہ والد اور والدہ معاشی کی سے بھائیوں کے ذمہ ڈالا اور شادی ہونے کے بعد شوہر کے اوپر مکمل ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور شوہر کے انتقال کے بعد اگر اولاد ہے تو اسی کے ذمہ خرچہ ہے۔ بہرحال عورتوں پر اسلام کے عظیم احسانات ہیں اسلام کی آمد سے قبل

عورتوں کے حقوق پامال کیے جارہے تھے ان کی حیثیت گھریلو خادمہ کی سی بلکہ اس سے بھی ابتر تھی اور عورت بیچاری بڑی کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہی تھی اور بعض حالتوں میں عورتیں اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دیا کرتی تھیں یہ صرف عرب ہی نہیں بلکہ عموماً پوری دنیا کا یہی حال تھا اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے احسانات طبقہ نسواں پر بہت ہی زیادہ ہیں۔

اصل فتنہ کا سد باب کریں

عورت کو اس کے حقوق مناسبہ نہ دینا، ظلم و جور اور قساوت وشقاوت تھی جس کو اسلام نے مٹایا ہے، اسی طرح ان کو کھلے مہار چھوڑ دینا اور مردوں کی نگرانی وسیادت سے آزاد کر دینا، اس کو اپنے گزارے اور معاش کا خود مکلّف بنانا بھی اس کی حق تلفی اور بربادی ہے۔ نہ اس کی جسمانی ساخت اس کی متحمل ہے اور نہ گھریلو کاموں کی ذمہ داری اور اولاد کی تربیت کا عظیم الشان کام جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے وہ اس کا متحمل ہے۔ علاوہ ازیں مردوں کی سیادت اور نگرانی سے نکل کر عورت پورے انسانی معاشرہ کے لئے خطرہ عظیم بن جاتی ہے جس سے دنیا میں فساد و خوں ریزی اور طرح طرح کے فتنے پیدا ہونا لازمی اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس لئے قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ'' یعنی مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ کہ مردان کے نگراں اور ذمہ دار ہیں۔ مگر جس طرح اسلام سے پہلے جاہلیت اولیٰ میں اقوام عالم سب اس غلطی کا شکار تھیں کہ عورتوں کو ایک گھریلو سامان یا چوپایہ کی حیثیت میں رکھا ہوا تھا، اسی طرح اسلام کے زمانہ انحطاط میں جاہلیت اخریٰ کا دور شروع ہوا۔ اس میں پہلی غلطی کا ردعمل اس کے بالمقابل دوسری

غلطی کی صورت میں کیا جارہا ہے کہ عورتوں پر مردوں کی اتنی سیادت سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے اور کرانے کی سعی مسلسل جاری ہے جس کے نتیجے میں فحاشی و بے حیائی عام ہوگئی۔ دنیا جھگڑوں اور فساد کا گھر بن گئی۔ قتل وخوں ریزی کی اتنی کثرت ہوگئی کہ جاہلیت اولیٰ کو مات دے دی۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: "**الجاھل اما مفرط او مفرط**" یعنی جاہل آدمی کبھی اعتدال پر نہیں رہتا، اگر افراط یعنی حد سے زیادہ کرنے سے باز آجاتا ہے تو کوتاہی اور تقصیر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

یہی حال اس وقت ابنائے زمانہ کا ہے کہ یا تو عورت کو انسان کہنے اور سمجھنے کو بھی تیار نہ تھے اور آگے بڑھے تو یہاں تک پہنچے کہ مردوں کی سیادت ونگرانی جو مردوں عورتوں اور پوری دنیا کے لئے عین حکمت ومصلحت ہے اس کا جوا بھی گردن سے اتارا جارہا ہے جس کے نتائج بدروزانہ آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں اور یقین کیجئے کہ جب تک وہ قرآن کے اس ارشاد کے آگے نہ جھکیں گے ایسے فتنے روز بروز بڑھتے رہیں گے۔ آج کی حکومتیں دنیا میں قیام امن کے لئے روز نئے نئے قانون بناتی ہیں اس کے لئے نئے نئے ادارے قائم کرتی ہیں، کروڑوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے لیکن فتنے جس چشمے سے پھوٹ رہے ہیں اس کی طرف دھیان نہیں دیتیں۔ اگر آج کوئی کمیشن اس تحقیق کے لئے بٹھایا جائے کہ فساد وخوں ریزی اور باہمی جنگ وجدال کے اسباب کی تحقیق کرے تو خیال یہ ہے کہ پچاس فیصد سے زائد ایسے جرائم کا سبب عورت اور اس کی بے مہار آزادی نکلے گی، مگر آج کی دنیا میں نفس پرستی کے غلبہ نے بڑے بڑے حکماء کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے۔ نفسانی خواہشات کے خلاف کسی مصلحانہ قدغن کو گوارا نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نور ایمان سے منور فرمائے اور اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی ہدایات پر پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہی دنیا اور آخرت میں سرمایۂ سعادت ہے۔

اسلامی تعلیمات

اگر اسلامی احکام وقوانین پر عمل کیا جائے تو بہت ممکن ہے آج کل معاشرے بلکہ پورے ملک اور عالم میں پھیلی ہوئی برائیوں پر کنٹرول ہو جائے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ. ''اے نبی مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں'' اور اس کے فوراً بعد ہی عورتوں کو حکم دیا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (سورہ نور:۳۱) ''اور اے نبی مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہے اور اپنی اوڑھنی اپنے سینوں پر ڈال لیں۔ کتنی اعلیٰ تعلیم ہے اور برائیوں کو روکنے کیلئے کتنا اہم نقطہ ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلنِّسَآءِ حَبَائِلُ الشَّيْطٰنِ۔ عورتیں شیطان کی جال ہیں جس طرح جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کیا جاتا ہے اسی طرح عورتوں کے ذریعہ شیطان مردوں کو پھنساتا ہے اور گناہوں میں ملوث کرتا ہے آج کل کے ترقی یافتہ دور میں عورتوں کو بکاؤ مال بنا دیا گیا، ہر ایک نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے عورتوں کا استعمال کیا جگہ جگہ ان کی عریاں اور نیم عریاں تصویریں آویزاں کی اور ساری دنیا اسی کے پیچھے چل پڑی آج سخت ضرورت ہے کہ اسلامی قوانین پر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب ماؤں اور بہنوں کو دنیا کی چمک دمک شیطان کے فریب جال سے محفوظ فرمائے اور شرعی طور پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ سے مشورہ لیا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے آپ کے سامنے سورہ مجادلہ کی پہلی آیت پڑھی ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابی اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو کہہ دیا اَنْتَ عَلٰی کَظَھْرِ اُمِّیْ یا اسی جیسے کوئی دوسرے الفاظ، زمانہ جاہلیت میں اس طرح کہہ دینے سے طلاق پڑ جایا کرتی تھی اور میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لئے فراق وجدائیگی ہو جایا کرتی تھی جب اوس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اس طرح کہہ دیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑی ہوئی آئیں اور ماجرا سنایا چونکہ اس وقت تک کوئی صریح حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی

طرف سے نہیں آیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے مطابق فرمادیا کہ میرے خیال میں تو اس پر حرام ہوگئی اس عورت نے کہا یا رسول اللہ اس نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے کبھی وہ رسول اللہ ﷺ سے جھگڑتیں اور کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتیں اور دعا کرتیں یا اللہ اپنے نبی کے ذریعہ میری مشکل کو حل فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

مومن کو اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینا چاہئے۔ اسی کو عربی اور شریعت کی زبان میں استخارہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک استخارہ کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ ابتدائے اسلام میں رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو احادیث لکھنے سے منع فرمادیا تھا تاکہ قرآن اور احادیث میں اشتباہ نہ ہوجائے۔ اس حکم کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین استخارہ اور تشہد کی احادیث کو ان کی اہمیت کے پیش نظر لکھ لیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا كُنَّا نَكْتُبُ فِي عَهْدِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِلَّا الْاِسْتِخَارَةِ وَالتَّشَهُّدُ . (مصنف ابی ابی شیبہ، باب من کان یعلم التشهد ویامر بتعلیه) ''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں احادیث نہیں لکھا کرتے تھے سوائے استخارہ اور تشہد کے''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر چھوٹے بڑے معاملے میں استخارہ کیا کرتے تھے۔ کوئی معاملہ کتنا ہی واضح کیوں نہ ہو اس معاملے میں استخارے کے بعد ہی عملی قدم اٹھاتے تھے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، دونوں کے درمیان نباہ نہیں ہوسکا۔ آخر کار حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اکرم ﷺ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مطلقہ ہیں، انہیں نکاح کا پیغام اس ہستی کی جانب سے آیا ہے جو افضل

البشر اور سید الانبیاء ہیں، اگر کوئی دوسری عورت ہوتی تو بغیر کسی تردد اور مشورے کے اثبات میں جواب دے دیتی مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد سے کہا:"ما آنا بصانعة شيئا حتى او امر ربى" "میں اس معاملے میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کروں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ (یعنی استخارہ) نہ کرلوں"۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی: اے پیغمبر! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے کردیا ہے....."۔(مسلم باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان یہ مسئلہ پیدا ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیسی قبر کھودی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میت کیلئے دو طرح کی قبریں بنائی جاتی تھیں۔ایک صندوقی قبر اور دوسری بغلی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وكان بالمدينة رجل يلحد و آخر يضرح، "مدینہ میں اس وقت دو آدمی تھے، ایک صندوقی قبر بنانے میں ماہر تھا اور دوسرا بغلی قبر بنانے میں"۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں یہ طے کیا: نستخير ربنا ونبعث اليهما فايهما اسبق تركناه فارسل اليهما فسبق صاحب اللحد فلحد واللنبى صلى الله عليه وسلم. "ہم اپنے رب سے استخارہ کریں گے اور دونوں آدمیوں کو بلا بھیجیں گے جو پہلے پہنچ جائے، اسکے ذریعہ قبر بنائیں گے۔بغلی قبر بنانے والا شخص پہلے آگیا، اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بغلی قبر بنائی گئی"۔(ابن ماجہ: کتاب الجنائز)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب کے بارے میں علمائے اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے:اصح الكتب بعد كتاب الله الصحيح اللبخاری. کہ قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح ہے تو وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مدون کردہ کتاب "صحیح بخاری" ہے۔اس کتاب کی تدوین کے بارے میں فرماتے ہیں:ما ادخلت فى الصحيح حديثا الا بعد ان استخرت الله وصليت ركعتين

وتیقنت صحته . (مقدمہ فتح الباری:۱/۳۴۷) ''میں نے اپنی کتاب میں کوئی بھی حدیث اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں استخارہ نہ کرلیا، اور نماز نہ پڑھ لی اور اس کی صحت کے بارے میں مجھے یقین نہ ہوگیا''۔

کوئی بھی اہم معاملہ پیش آجائے تو ضرور استخارہ کرلینا چاہیئے خواہ دینی معاملہ ہو یا دنیوی معاملہ استخارہ کرلینے سے آدمی کو اطمینان ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوتی ہے اس لئے کہ جو آدمی استخارہ کرتا ہے وہ گویا اپنا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں کو ناکام ونامراد واپس نہیں کرتے بلکہ صحیح راستہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس طرح منزل مقصود تک آدمی پہونچ جاتا ہے اس لئے استخارہ کو لازم پکڑیں اور جب بھی کوئی معاملہ پیش آئے تو ضرور استخارہ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بدی کا انجام بُرا، نیکی کا انجام اچھا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے انسان اپنے اختیار سے نیکی بھی کرسکتا ہے اور برائی بھی کرسکتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے جس طرح امتحان ہال میں انسان کو دونوں اختیار حاصل ہوسکتے ہیں چاہے وہ صحیح صحیح جوابات لکھے یا غلط جوابات لکھے اس سے کوئی نہیں پوچھے گا کہ تو کیا لکھ رہا ہے لیکن جب امتحان کا نتیجہ آئے گا تو معلوم ہوجائے گا کہ صحیح لکھنے کا کیا فائدہ ہوا غلط لکھنے کا کیا فائدہ اگر صحیح صحیح جواب لکھ دیا ہے تو خوشی ومسرت حاصل ہوگی۔ اور اگر غلط جواب لکھا ہے تو کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا بعینہ اسی طرح دنیا میں جو خدا ورسول کی

مرضیات پر زندگی گذارے گا اور منہیات سے کلی طور پر اجتناب کرے گا تو مرنے کے بعد چین وسکون کی زندگی بسر کریگا اور اگر اللہ ورسول کی مرضی کے خلاف زندگی بسر کرے گا تو مرنے کے بعد کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

قرآن میں نیکی اور بدی کا واضح تصور دیا گیا ہے اور فطرت سلیمہ بھی ان کے درمیان فرق وامتیاز کو تسلیم کرتی ہے مگر اس کے باوجود بعض اوقات برائی کا ارتکاب کرنے والے اپنے آپ کو نیکوکاروں کی طرح تصور کرنے لگتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا فرق اضافی اور ناقابل اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی اور نہ ان کا انجام یکساں ہوسکتا ہے۔ بدی کا انجام برا ہے اور نیکی کا انجام اچھا ہے۔ جو نیکی اور بدی کو یکساں سمجھ کر گناہوں کے ارتکاب میں جری ہورہے ہیں وہ متنبہ ہوجائیں، ورنہ ان کی سخت گرفت ہوگی۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ. وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. (الجاثیہ:۲۱-۲۲) ”کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے، سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کردیں گے کہ انکا جینا اور مرنا یکساں ہوجائے؟ بہت برے حکم ہیں جو یہ لگاتے ہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اسکی کمائی کا بدلہ دیا جائے۔ لوگوں پر ظلم ہرگز نہ کیا جائے“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ. ”کیا ہم ان لوگوں

کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور ان کو جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟'' (ص:۲۸)

ان آیات میں اہل ایمان اور اہل فسق کے درمیان جس تمیز وتفریق کی بات کہی گئی ہے اس کا تعلق نہ صرف آخرت میں انجام کار سے ہے بلکہ دنیا میں بھی یہ فرق وامتیاز نمایاں ہوتا ہے، کئی بار گناہ کرنے والے اپنی خوش حالی کے باوجود تنگ زندگی کے شکار ہو جاتے ہیں اور ایک نیک شخص اپنی ظاہری بدحالی کے باوجود مطمئن زندگی گزارتا ہے۔

حقیقی سکون اولیاء اللہ کو

اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرماتے ہیں: اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کان کھول کر سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے نیکی وپرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذارنے والے ہی چین وسکون اور راحت وآرام پاتے ہیں اور اولیاء اللہ کونسے بڑے مالدار ہوتے ہیں کیا عیش وآرام کی اشیاء جو دوسروں کے پاس ہوتی ہیں کیا ان لوگوں کے پاس ہوتی ہیں؟ کیا اونچی اونچی بلڈنگیں نرم نرم بستر جو دنیاداروں کے ہوتے ہیں ان بزرگوں کے پاس ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو ایسا قلبی سکون عطا کرتا ہے جو بڑے بڑے بادشاہوں اور دولت وخزانوں کے مالکوں کو بھی میسر نہیں ہوتا۔ پیسوں کے ذریعہ راحت وآرام اور سکون واطمینان کے اسباب وآلات تو خریدے جاسکتے ہیں مگر راحت وآرام پیسوں کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اَلآَ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یُنْفِقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ.

سن لو بلاشبہ اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ بہرحال جو لوگ نیک ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی چین وسکون ہے اور آخرت میں بھی اجر عظیم اور اگر دنیا میں کچھ مشقتیں پیش آرہی ہیں تو آخرت میں ان کے لئے بلندئ درجات کا سبب بنے گی۔ اللہ ہم سب کو نیک بنائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خوشحالی کو کافر اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم ہے کہ اس نے ہم سب کو ایمان کی دولت سے نوازا اس سے بڑھ کر کوئی دولت اور نعمت نہیں ہوسکتی اس کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب ہماری آنکھیں بند ہوں گی اور دنیا کی چند دن کی حیات مستعار پوری کر کے آخرت کی دائمی اور لازوال زندگی سے ہمارا سامنا ہوگا جہاں روپئے پیسے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی کوئی قدرت وقیمت نہیں ہوگی وہاں نیک اعمال کے سکے چلیں گے اور وہ بھی ایمان کے ساتھ ساتھ اگر کوئی صرف نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے مگر اس کا دل ایمان سے خالی ہے تو اس کے نیک

اعمال کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور مرنے کے بعد اس کو افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا دنیا کے اندر کافر کتنے ہی آرام سے ہوں اور عیش وعشرت سے زندگی گذاریں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

مخلوقات کو روزی پہنچانا اللہ کے ذمے ہے اور وہ اس دنیا میں سب کو نوازتا ہے کسی کو کم، کسی کو زیادہ، بعض اوقات وہ کسی کی روزی تنگ کردیتا ہے، حالاں کہ وہ نیک ہوتا ہے اور کسی کی روزی کشادہ کردیتا ہے، حالاں کہ وہ گناہ گار ہوتا ہے اس سے اس شخص کو غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ وہ نیک ہے اور اللہ اس سے راضی ہے۔قرآن نے اس خیال کی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ دنیا کی خوش حالی ہر حال میں اللہ کے راضی ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ بعض اوقات یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی دلیل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش حالی کے ذریعے عذاب دنیا میں مبتلا کردیتا ہے ،ارشاد ہے: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (آل عمران:۱۷۸) ”یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیئے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں۔ہم تو انہیں اسلیئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اچھی طرح گناہ سمیٹ لیں۔پھر ان کیلئے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ. نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ. (المومنون:۵۵-۵۶) ”کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مال واولاد سے مدد دیئے جارہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں“۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کسی شخص کو اس کے گناہوں کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نواز رہا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہا ہے۔ (مسند احمد:۱۴۵/۴)

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ. (سورہ طٰہٰ:۱۳۱) اور ہرگز آپ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جس سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو آزمائش کیلئے متمتع کر رکھا ہے اس لئے کہ وہ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اس آیت کریمہ میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے اور اصل میں ہدایت امت کو کرنا ہے کہ دنیا کے مالداروں اور سرمایہ داری کو ہر قسم کی نعمتیں اور دولتیں حاصل ہیں ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی مت دیکھئے اس لئے کہ یہ سب عیش فانی اور چند روزہ ہے اور آخرت میں مومنین کے لئے جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہیں وہ دنیا کی نعمتوں سے بدرجہاں بہتر ہیں۔

کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو

دنیا میں کفار و فجار کی عیش و عشرت اور دولت و حشمت ہمیشہ ہی سے ہر شخص کے لئے یہ سوال بنتی رہتی ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کے نزدیک مبغوض اور ذلیل ہیں تو ان کے پاس یہ نعمتیں کیوں ہیں اور اطاعت شعار مومنین غربت و افلاس کے شکار کیوں؟ یہاں تک فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے عالی قدر بزرگ کو بھی اس سوال نے متاثر کیا جس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہونچے جہاں آپ علیہ السلام خلوت گزیں تھے دیکھا کہ موٹی موٹی تیلیوں کے بوریئے پر آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور تیلیوں کے نشانات جسم مبارک پر پڑے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ قیصر و کسریٰ کافر و فاجر ہونے کے باوجود اس قدر عیش و عشرت میں ہیں اور آپ ﷺ محبوب دو جہاں ہونے کے باوجود اس حالت میں زندگی گذار رہے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ ابھی تک تم شبہ میں ہو کفار

وفساق کے لئے یہ راحتیں اور نعمتیں صرف دنیا ہی میں ہیں آخرت میں مرنے کے بعد ان کے لئے راحت وآرام بالکل نہیں ہے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ دولت وزینت دنیا ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ الغرض ہم کفار کو عیش وعشرت میں دیکھ کر ہرگز متاثر نہ ہوں او رتعجب نہ کریں اس لئے کہ دنیا ہی ان کے لئے جنت ہے اور مرنے کے بعد ان کا کوئی حصہ نہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مومن عورت کی شان!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّاللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! معاشرتی زندگی میں مرد وعورت دونوں ایک دوسرے کے لئے بہت ہی ضروری ہیں بالفاظ دیگر مرد وعورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں گاڑی اسی وقت صحیح راستہ طے کرسکتی ہے جب کہ دونوں پہیے صحیح ہوں اور اگر ان میں سے کوئی ایک پہیہ خراب ہوجائے تو لامحالہ گاڑی کھڑی

ہو جائے گی۔ یہی مثال ہے شادی ہونے کے بعد میاں بیوی کی زندگی کی اگر دونوں ایک دوسرے کے معین و مددگار بن کر رفیق سفر بن کر زندگی کا کٹھن سفر طے کریں گے تو بلا شبہ ان کو کبھی پریشانی اور دشواری لاحق نہیں ہوگی مرد اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے اس طرح دونوں کے حقوق بھی کامل و مکمل طور پر ادا ہوتے رہیں گے اور کسی کو دوسرے سے شکوہ وشکایت کا موقع نہیں آئے گا مرد کی طرح عورت پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کے ہاتھ میں پورے گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش اور تربیت بھی ہوتی ہے۔

مسلمان عورت جاہل رہنا پسند نہیں کرتی، وہ رضائے الٰہی کے لئے خدمت کے لئے، حقوق و ذمہ داری کی خاطر، علم کا حصول ضروری قرار دیتی ہے، وہ سمجھتی ہے کہ بغیر علم کے عمل اندھیرا ہے، جہالت اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مصیبت ہے اور گناہوں کی جڑ ہے۔ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا بن کر دنیائے جہالت کے لئے روشنی کا مینار ہوتی ہے، اس کے سامنے عورت تو عورت مرد بھی زاویۂ ادب تہہ کرتے ہیں اور وہ مسائل کے دریا بہاتی ہے، وہ علم کے بغیر عمل کو ناکارہ جانتی ہے۔ وہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے اور بڑے بڑے عبادت گزاروں کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی ہے وہ علم کو عمل سے زینت اور عمل کو علم سے روشن بناتی ہے۔

وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنتی ہے تو تھرّا اٹھتی ہے کہ تم جہنم کی طرف زیادہ جانے والی ہو، ایک عورت نے سوال کیا کہ کس گناہ کی پاداش میں ہم جہنم میں زیادہ جانے والی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تو لعن طعن کرنے کی تمہاری عادت ہے، دوسرے شوہروں کی احسان ناشناسی، اور کفران نعمت، جو عورت اپنی زبان پر قابو رکھتی ہے اور اپنے شوہروں کے گھر کو اپنی مسرت کا گہوارہ سمجھتی ہے اور اسکے گھر والوں کی نگراں بنتی ہے وہ سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو اپنا نمونہ بنا کر شوہر کی خدمت و اطاعت

کر کے خاتونِ جنت کا خطاب پاتی ہے وہ فرمائش کم سے کم اور خدمت واطاعت زیادہ سے زیادہ کرتی ہے، وہ شوہر کے گھر میں شکر واحسان مندی کی زندگی گزارتی ہے اور محنت ومشقت سے جی نہیں چراتی، وہ حسد ورشک، غیبت وچغلی اور ناشکری سے کوسوں دور رہ کر زندگی گزارتی ہے، وہ شوہروں کی غلطیوں پر صرف نظر نہیں کرتی بلکہ تہذیب، عقل وہنر مندی سے اس کو غلط راستے سے ہٹاتی ہے وہ ام حکیم رضی اللہ عنہا بن کر شوہر کی اصلاح ونجات کے لئے کوسوں سفر کرتی ہے اور خدا بیزار شوہر کو دلاسا دے کر حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک قدموں پر لا گراتی ہے وہ جرأت مندی سے نکاح کے خواہش مند سے ایمان وعمل کی شرط لگاتی ہے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا بن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے قبول ایمان کے بعد نکاح کرتی ہے۔

صبر وتحمل کا دامن کسی وقت نہیں چھوڑتی اور جب اس کا عزیز ترین بیٹا وفات پاتا ہے تو نہ بین کرتی ہے نہ روتی ہے نہ شکوہ شکایت کرتی ہے بلکہ شوہر کو صبر وضبط کی تلقین کرتی ہے۔

نیک عورت کی اولاد

وہ اولاد کو بے مہار نہیں چھوڑتی، تعلیم وتربیت میں محنت صرف کرتی ہے، اس کا عزیز لڑکا جب تعلیم دین کے لئے نکلتا ہے تو خدا کے حوالے کرتی ہے اور نصیحت کرتی ہے کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا، اس کی تعلیم وتربیت سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ بنتے ہیں، اسی کی گود میں پلے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ، وابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، طارق رحمۃ اللہ علیہ وقاسم رحمۃ اللہ علیہ جیسے شہسوار بنتے ہیں، وہ اپنی اولاد کو اسلام کے راستے پر قربان کرتے ہوئے ذرہ برابر نہیں ہچکچاتی بلکہ ان کو آمادہ کر کے اور قربان کر کے خدا کا شکر ادا کرتی ہے، وہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

بن کر اپنے جواں سال چاروں بیٹوں کو بلا کر اور واسطہ دے کر شہادت کا شوق دلاتی ہے اور جب چاروں شہید ہو جاتے ہیں تو سجدۂ شکر بجا لاتی ہے۔ اس کے اخلاق وکردار اتنے وسیع، اتنے مضبوط اور اتنے بلند ہوتے ہیں کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی دوست، دوست تو دوست، دشمن بھی اپنا سر جھکا دیتے ہیں، وہ دلوں کی دنیا کو روشن اور دماغوں کے سانچوں کو اپنے اخلاق، ہمدردی، خدمت وسلوک اور میٹھے بول سے بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یہ ہے مومن عورت کی شان، کیونکہ وہ ایمان وعمل کی قندیل اپنے ہاتھوں میں تھام کر خدا کا خوف اپناتی ہے اور اپنی زندگی کا مقصد پہچانتی ہے اور ''اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ'' (دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین چیز نیک عورت ہے) کا مصداق اپنے کو بناتی ہے، یہی ہے وہ مومن عورت جس کو خدا تعالیٰ اس دنیا میں نوازتا ہے اور پھر آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

مبارک ہے وہ عورت جو خاکستر بنانے والے، شعلہ بننے کے بجائے مرجھائے ہوئے پتوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی شبنم بننا پسند کرے اور اپنے اندر مندرجہ بالا صفات پیدا کر کے ویران زندگیوں کو آباد کرے۔

مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں

آج کے اس پرفتن دور میں جب کہ میڈیا کے ذریعہ بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور انسانی اخلاق کو تباہ وبرباد کر دینے والے نئے نئے آلات واسباب ایجاد کئے جا رہے ہیں اور شرم وحیا کو مختلف طریقوں سے دور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں انٹرنیٹ، موبائل اور ٹی وی کی وجہ سے شرم وحیا مکمل طور پر ختم ہوتی جا رہی ہے ایسے حالات میں ایک ماں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کس طرح آنے والے فتنوں سے محفوظ رکھ سکے مرد حضرات تو روزی روٹی کی تلاش میں

نکل جاتے ہیں بیشتر اوقات بچے ماں ہی کے پاس گذارتے ہیں اس لئے ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بھی سخت ضروری ہے جب تک اس کو دین کا علم نہیں ہوگا وہ خود ہی ان فتنوں سے نہیں بچ سکتی ہے چہ جائیکہ دوسروں کو بچانے کی فکر کرے اسی لئے اسلام نے ہر ایک کے لئے علم دین کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ۔علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہوں یا عورت بوڑھے ہوں یا جواں چھوٹے ہوں یا بڑے ہر ایک کے لئے دین کی بنیادی باتوں کا سیکھنا فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو اور ہماری اولاد کو آنے والے نئے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اولاد کی تعلیم وتربیت بہت اہم چیز ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "ما نحل والد ولده افضل من ادب حسن" کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔ اولاد کی تربیت والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اگر والدین اس سلسلہ میں کوتاہی کریں گے تو سخت باز پرس ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ" کان کھول کر سن لو تم میں ہر شخص نگراں ہے ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا شوہر سے بیوی کے متعلق سوال کیا جائے گا اس کے حقوق ادا کئے کہ نہیں بیوی سے شوہر کے مال کے بارے میں سوال

کیا جائے گا کوئی بھی اپنی نگرانی کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ والدین کی تربیت کا اولاد پر خاص اثر پڑتا ہے بالخصوص ماں کا ہر ایک ماں اپنے بچوں کے لئے ان کی دنیوی واخروی فلاح و بہبود کا ذریعہ اور سبب بن سکتی ہے۔

صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں

ایک بات تو یہ ذہن نشیں ہوجانی چاہئے کہ بچے کو شروع ہی سے ایمان ویقین میں مضبوط کرنے کی فکر لازم اور ضروری ہے۔ دوسرے اسلامی آداب اور اسلامی تہذیب سے اس کو آراستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تعلیم میں اول ومقدم دینی تعلیم کو رکھنا چاہئے، پھر عصری ودنیوی تعلیم سے بھی بچے کو آراستہ کرنے کی تدبیر کرنا چاہئے۔ آج عام طور پر مائیں اپنے بچوں کی تربیت میں انتہائی کوتاہی کرتی ہیں۔ ان کو نہ اسلامی آداب سکھاتی ہیں نہ اسلامی تہذیب واخلاق سے ان کو آراستہ کرتی ہیں بلکہ صرف انگریزی وعصری اسکول کے حوالے کرکے یہ سمجھ جاتی ہیں کہ ہم نے حق ادا کردیا۔ مگر ان کو یہ خبر نہیں کہ ان اسکولوں میں ایمان اور یقین تو ایک طرف رہا وہاں ان بچوں کو اخلاق وآداب کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اس لئے بچوں کی تربیت کا گھر میں نظام بنانا چاہئے۔ مگر اس کیلئے پہلے ماؤں کو علم واخلاق ایمان واسلام سے اپنے آپ کو مزین وآراستہ کرنا چاہئے۔ ورنہ جہالت وبداخلاقی و بدتہذیبی سے ماں خود آزاد نہ ہو تو بچوں کی وہ کیا تربیت کرسکتی ہے؟ بچوں کی تربیت کیلئے حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصے، حضرات صحابہ وصحابیات کے واقعات اور بزرگان دین کے حالات وکوائف کا پیش کرنا ان کو سنانا بہت مفید ہوتا ہے۔ چونکہ بچے کہانی سننے کے نہایت شوقین ہوتے ہیں اس لئے وہ ان قصوں کو بہت رغبت سے سنتے اور یاد کرلیتے ہیں۔ لہٰذا اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ بعض عورتیں بچوں کو گالیاں

سکھاتی ہیں اور بچوں کی زبان سے گالیاں سن کر خوش ہوتی ہیں۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو گانے سکھاتی ہیں۔ بعض ٹی وی کی عادی بناتی ہیں اور بچوں کے منہ سے گانا سن کر خوش ہوتی ہیں۔ غور کیجئے کہ یہ تربیت ہو رہی ہے یا بگاڑ؟ (جواہر شریعت صفحہ ۱۳۵-۱۳۴)

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا“ ترجمہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آگ اور پتھر ہیں۔ بات صرف یہاں تک ختم نہیں ہوتی کہ بس اپنے آپ کو آگ سے بچا کر بیٹھ جاؤ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچانا ضروری ہے۔

آج یہ منظر بکثرت نظر آتا ہے کہ آدمی اپنی ذات میں بڑا دیندار ہے نماز روزے کا پورا اہتمام ہے زکوۃ بھی ادا کی جارہی ہے مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جارہا ہے لیکن اولاد کو اور گھر کو دیکھو تو اس میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے یہ کہیں جارہا ہے تو وہ کہیں جارہے ہیں۔ خوب سمجھ لیں جب اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کی فکر نہ ہو تو خود انسان کی اپنی نجات نہیں ہوسکتی۔ خلاصہ یہ کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کی پہلے تربیت کرنا ضروری ہے۔ علماء نے اولاد کی تربیت کے سلسلے میں چند ہدایتیں دی ہیں اس کیلئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی کو نیک عورت کا انتخاب کرنا چاہئے عورت اگر نیک ہوگی تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی نیک ہوگی۔

ماؤں کا اثر بچوں پر

جب مائیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کی کوکھ میں تربیت پانے والے بچے بھی نیک اور صالح ہوتے تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، اور گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیات وجود میں آتی تھیں اور قوم وملت کے علمبردار اور قائد ہوا کرتے تھے اس لئے ماؤں کا

نیک وصالح ہونا بہت ہی ضروری ہے جب تک مائیں نیک نہیں ہوں گی ان کے اندر تقویٰ و پرہیز گاری جیسی عمدہ صفت پیدا ہوگی آج ہم اس کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں والدین کے اندر دین سے لاپرواہی ماؤں میں بے پردگی ہے تو اولاد کی اصلاح کہاں سے ہوسکتی ہے اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ کیسے پیدا ہوں گے۔ بلکہ اس کے برعکس کرکیٹر اور فلموں کے ہیرو پیدا ہوں گے جو خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنیں گے، اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ آنے والی نسلوں کی حفاظت فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسلمان اپنی آخرت کیلئے زندگی گذارے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔قرآن واحادیث میں جگہ جگہ دنیوی زندگی کو دھوکہ قرار دیا گیا حقیقتاً آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کے رات ودن کی کوئی اہمیت ہی نہیں قرآن کریم کی صراحت کے مطابق آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں دنیا میں اس طرح رہا کرو جس طرح کوئی مسافر رہا کرتا ہے یعنی مستقل ٹھکانہ تمہارا دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے جس طرح مسافر

سفر میں بقدر ضرورت سامان لے کر چلتا ہے اور بلا ضرورت کسی جگہ قیام نہیں کرتا بلکہ ہر وقت اسے اپنی منزل پر پہونچنے اور گھر والوں سے ملنے کی فکر رہتی ہے اسی طرح ہر ایک مومن کو دنیا میں رہنا چاہئے ہر وقت اسے آخرت کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے۔ دنیا کی تکلیف بھی بہت معمولی ہے اور دنیا کا آرام بھی بہت معمولی ہے عقلمند آدمی وہی ہے جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور ایسا کام کرے جو اس کو مرنے کے بعد کام آئے اور بڑا ہی بیوقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فانی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو فراموش کر بیٹھے اور جب آنکھیں بند ہو جائیں تو کف افسوس ملتا رہے۔

دنیا دھوکہ کا گھر ہے

آسمان وزمین اور اس پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ دنیا دھوکہ کا گھر اور دھوکہ کا ساز وسامان ہے۔ لہٰذا درحقیقت بدنصیب اور خسارے میں وہ ہے جو دنیا اور اس کی رونقوں کو بڑا سمجھنے لگے۔ اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتوں کو برباد کرنے لگے۔ وہ شخص انتہائی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو دنیوی ساز وسامان کو حاصل کرنے میں گنوادے اور آخرت کی بالکل فکر نہ کرے۔ وہ شخص برباد ہو گیا جو دنیا میں مشغلو ہو کر آخرت کو بھول جائے۔

قرآن وسنت کی تعلیمات سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ دنیا فنا کا گھر ہے۔ دنیا پر شاہی راج کرنے والے دنیا کو آخری کناروں تک فتح کر کے خوشیاں منانے والے 'فرعونی مسندیں بچھانے والے، کبر ونخوت کے جھنڈے گاڑنے والے تہہٗ خاک چلے گئے۔ موت کا عفریت سب کو نگل گیا اور ان کی لہلہاتی کھیتی، خوبصورت تفریح گاہیں، زرق برق ریشمی لباس، نرم وملائم قالینیں، بلند وبالا محلات، سب ویران پڑے ہیں اور حوادث زمانے نے ان کے محلات کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا

ہے۔ انکی بلند وبالا عمارتوں کا ذرہ ذرہ صدا دے رہا ہے کہ دیکھو، دنیا جمع کرنے والے خاموش آبادیوں میں پہنچ گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ بیٹا، پرانے کھنڈرات میں جایا کرو، بوسیدہ عمارتوں کو دیکھا کرو، شکستہ گنبدوں کو دیکھا کرو، ٹوٹے ہوئے میناروں کو دیکھا کرو اور پھر ان سے پوچھا کرو، ''کہاں چلے گئے یہاں کے رہنے والے'' کبھی تو یہاں پر رونق اور محفلیں تھیں، خوشیوں کی لہریں تھی، یا رو احباب کی طویل مجلسیں تھیں، آج وہ سب کہاں چلے گئے؟ بیٹا! تجھے اس کے اندر سے خاموش آواز آئے گی کہ وہ دھوکہ کے گھر سے نکل کر ہمیشہ کے گھر کی طرف چلے گئے۔ تنہائیوں کے گھر وحشت ودہشت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں پہنچ گئے۔

لہٰذا ایک مسلمان اپنی آخرت کو مقصد بنا کر زندگی گذارتا ہے، دنیا کو برائے ضرورت مسافروں کی طرح استعمال کرتا ہے اور اصل آخرت کی تیاری میں اپنی زندگی کے قیمتی سانس اور لمحے صرف کرتا ہے۔ دنیا مسلمان کا گھر ہے ہی نہیں مسلمان کے لئے یہ قید خانہ اور کافروں کے لئے عیش خانہ ہے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا اس شخص کا مال ہے، جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور دنیا کے لئے وہ شخص مال جمع کرتا ہے، جس کو بالکل عقل نہیں ہے۔ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی! ''بیٹا، دنیا میں اپنے آپ کو فقط اتنا ہی مشغول رکھنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض لوگ قیامت کے دن اتنے زیادہ اعمال لے کر آئیں گے، جیسا کہ ملک عرب کے پہاڑ، لیکن وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، کسی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ لوگ نمازی ہوں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نمازی بھی

ہوں گے روزے دار بھی ہوں گے بلکہ تہجد گذار بھی ہوں گے لیکن جب دنیا کی کوئی چیز (دولت وعزت وغیرہ) ان کے سامنے آجائے تو ایک دم اس پر کود پڑتے ہیں (جائز یا ناجائز کی پرواہ بھی نہیں کرتے)۔

حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے (دل کے) اندھے پن کو دور کر دے اور اس کی (عبرت کی) آنکھیں کھول دے (جو یہ چاہتا ہو، وہ غور سے سن لے کہ) جو شخص دنیا میں جتنی رغبت کرتا ہے اور جیسی لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے) اس کے بقدر حق تعالیٰ شانہ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرتا ہے اپنی آرزوؤں کو مختصر کرتا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر کسی کے بتائے راستے دکھاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بہت زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس کے بعد بھی وہ اسی دھوکہ کے گھر دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے''۔

یاد رکھئے ''دنیا روح کی تکمیل کے لئے ہے، نفسانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ نفسانی تقاضوں کو پورا ہونے کی جگہ نیت ہے، دنیا سے دھوکہ نہ کھا جانا، یہاں بڑے سے بڑے بادشاہوں کی بھی تمام خواہشات پوری نہیں ہوئیں۔ اٹھتے ہوئے جنازے، قبرستانوں کی خاموش ویرانیاں بتلاتی ہیں کہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فکر آخرت نصیب فرمائے کہ درحقیقت آخرت کی زندگی ہی ابدی زندگی ہے اور مومن کے لئے درحقیقت دنیا آخرت کی کھیتی ہے، وہ نیک اعمال کر کے اپنے رب کو راضی کرنے میں مصروف عمل رہتا ہے۔ اس کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں گذرتا ہے۔ درحقیقت مومن کیلئے

دنیوی زندگی احتساب نفس اور دین پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ وہ دین و دنیا دونوں کی کامیابی چاہتا ہے اور یہ کامیابی اسی کا قصد ہے جو ایمان اور عمل صالح کی راہ اپناتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان بنیاد اور عمل کامیاب اور بامراد زندگی کا روشن راستہ ہے۔

پیغمبر اسلام پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں

ایمان کے بغیر خواہ کتنی نیکیاں اور رفاہی کام کیوں نہ کئے جائیں مگر آخرت میں کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا یعنی اس دور کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے یعنی میری نبوت و رسالت کی دعوت اس کو پہونچ جائے اور وہ پھر مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ اس حدیث شریف میں یہود و نصاریٰ کو بطور تمثیل بیان کیا گیا کہ یہ دونوں مسلم اہل کتاب ہیں پھر بھی آپ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لائے بغیر کامیاب و بامراد نہیں ہوسکتے تو پھر دیگر مذاہب و ادیان مجوسی ہندو بدھسٹ وغیرہ کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں ہر ایک کے لئے مذہب اسلام کی اتباع و پیروی لازمی و ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

نکاح کا مقصد اور اس کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنفُسِکُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں آپ حضرات کے سامنے سورہ روم کی ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ سامعین کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی سے متعلق اور آپ ﷺ کی صاجبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرز زندگی پر کچھ گوش وگذار کروں۔ ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے (ایک) یہ ہے اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا ایک مقصد تسکین وراحت بتانے کے بعد نکاح کا ثمرہ بیان کیا ہے کہ باہم رحمت ومحبت پیدا کی۔ اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا“ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا بنا دیا۔اسلام دین فطرت ہے اس نے انسانوں کو مل کر زندگی گذارنے کا حکم فرمایا ہے اور مجرد اور تنہا زندگی گذارنے کو ناپسند کیا ہے۔اس لئے مجرد زندگی گذارنا بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ ہے۔ انسان طبعًا نازک ہے اس کو جنگلوں میں رہنا مشکل ہے وہ شہری زندگی گذارنے کا عادی ہے۔حدیث شریف کے اندر نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا یعنی جس نے نکاح کرلیا اس نے اپنے نصف ایمان کو محفوظ کرلیا انسان نکاح کی وجہ سے بہت سے گناہوں سے بچتا ہے اور میاں بیوی جب دونوں ایک ساتھ زندگی گذارتے ہیں تو ان کو قلبی سکون دلی راحت نصیب ہوتی ہے اور یہ بھی عبادت ہے چنانچہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مظاہری بجنوری تحریر فرماتے ہیں کہ شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہوکر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے یہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔اور مجرد زندگی گذارنے کے متعلق فرمایا: ”لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ“ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم جنگلوں اور غاروں میں جا کر زندگی بسر کرو بلکہ اللہ رب العزت نے فرمایا:”وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ“ تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کردو۔(سورہ نور:۳۲) اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ“ (نکاح میری سنت ہے) (ابن ماجہ کتاب النکاح حدیث نمبر ۱۸۴۶) پھر فرمایا: ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ“ (جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میری

امت میں سے نہیں ہے)۔ (بخاری کتاب النکاح جلد ۶ صفحہ ۱۱۶) نکاح کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنتیں ہیں ان میں ایک نکاح کی سنت ہے (ترمذی کتاب النکاح: ۱۰۸۰) اور قرآن مجید میں ارشاد ہے:"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّ ذُرِّيَّةً" (سورہ رعد: ۳۸) "اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء کو بھیجا اور ہم نے ان کیلئے بیویاں اور اولادیں بنائیں۔ یہ بات صاف اور واضح ہے کہ سب انبیاء دین کی دعوت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے اور اسی لئے وہ مبعوث ہوئے تھے وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد اور بیوی انکے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتے تھے۔ گویا اس بات کو پختہ کر دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے دامن بچانا تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔ انسان کی زندگی میں نکاح کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں نکاح کو آدھا دین کہا گیا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے باقی آدھے دین میں وہ اللہ سے ڈرے۔ (الترغیب والترہیب) دین اسلام ہی نے نکاح یعنی ازدواجی زندگی کو عبادت کہا۔ ورنہ تو پہلے مذاہب ایسے تھے کہ ساری زندگی کنوارا رہنا عبادت اور نیکی سمجھتے تھے۔ علامہ ابن نجیم المصری نے الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ ہمارے لئے کوئی اور عبادت سوائے نکاح اور ایمان کے ایسی نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اب تک برابر مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے۔

نکاح کرنا نبیوں کی سنت ہے

سچ تو یہ ہے کہ نکاح ایک ایسی عبادت ہے جو مخصوص وقت تک کیلئے ہی نہیں بلکہ میاں بیوی مستقل عبادت میں لگے رہتے ہیں ایک بزرگ نے نکاح کے دوران

ایک شخص کو بات کرتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ نکاح بھی عبادت ہے اس لئے نکاح کے دوران بات مت کرو جب ہمیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ نکاح عبادت ہے تو عبادت کے طریقہ پر کرنا چاہیئے اور عبادت صرف اللہ ہی کیلئے ہوتی ہے تو نکاح بھی صرف اللہ ہی کیلئے ہونا چاہیئے اس میں کسی طرح کا دکھاوا اور شہرت ہرگز نہ ہو نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے پیغمبر ہیں جنہوں نے ابھی تک نکاح نہیں کیا قرب قیامت آئیں گے پھر ان کا نکاح ہوگا۔ غرضیکہ ہر نبی نے شادی کی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان بلکہ جانوروں کے اندر بھی جنسی خواہش رکھدی اور اس کی تکمیل کی ہر ایک کو حاجت بھی ہے انسانوں کیلئے بہتر طریقہ جنسی خواہش کی تکمیل کا نکاح اور شادی ہی ہے اس کے علاوہ اور طریقہ سے اگر جنسی خواہش کی تکمیل کی جاتی ہے تو شریعت کی نظر میں بہت بڑا گناہ ہے۔ دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔ جب شادی آسان ہوگی تو زنا مشکل ہوگا اور اگر شادی مشکل ہوگی تو زنا آسان ہوگا جیسا کہ آج کے دور میں شادیاں بہت مہنگی ہوگئی ہیں لوگ قرضہ لے کر شادیاں کرتے ہیں اور آئے دن شادیوں کے بعد مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ شادی کو آسان بنانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی کے مطابق شادی بیاہ کرنے، کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ غیروں کیلئے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے حتی کہ دشمنی کے باوجود بھی عدل وانصاف کے دامن کو تھامے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ ”وَلَا يَجْرِ مَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا “اور کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بکثرت اس کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ کس طرح انہوں نے ہر موقعے پر اپنوں نے اور غیروں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کیا تعصب اور اقربا پروری ان کے

اندر بالکل ہی نہیں تھی۔ بڑے سے بڑا آدمی ہو مگر شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کیا جاتا تھا اسلامی عدالت میں شرعی قوانین کے مطابق فیصلے کیئے جاتے تھے اور یہ فیصلے اس قدر انصاف پر مبنی ہوا کرتے تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان فیصلوں پر مطمئن رہتے اور ان کو اس بات کا پورا یقین رہتا کہ مظلوم کو انصاف مل کر رہے گا خواہ ظالم شاہی گھرانے ہی کا کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں عدل فاروقی تو بہت ہی مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کی چوری کرنے والے ایک غلام کا ہاتھ اس اندیشہ کی بنا پر نہ کاٹنے کا فتویٰ دیا کہ شاید غلام کے آقا نے فاقہ کشی پر مجبور کر دیا ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو سوال کرتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو کیوں سوال کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جزیہ کی ادائیگی کے لئے، کیونکہ میں اب کما کر جزیہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو بڑی ناانصافی ہوگی کہ جوانی میں ہم اس سے ٹیکس وصول کریں اور بوڑھے ہونے پر اسے بھیک مانگنے کیلئے چھوڑ دیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم معذروں کیلئے بھی وظائف مقرر کر دیئے۔

اب ذرا زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی توازن کی چند مثالیں دیکھئے:

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو ہدایت کی کہ اپنی صورت انسانوں جیسی بناؤ، درندوں جیسی نہیں۔ ایک دفعہ ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ فجر کی جماعت میں نہ پہنچے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو دیر تک عبادت کرنے کی وجہ سے آنکھ دیر سے کھلی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ساری رات کی عبادت بھی نماز فجر کا بدل نہیں بن سکتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک شخص کو اس بنا پر تنبیہ کی کہ اس نے اپنے جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا تھا۔ ایک عابد و زاہد نوجوان کو جو جہاد میں حصہ لینا چاہتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس لئے جہاد پر جانے سے روک دیا کہ اس کے والدین عمر رسیدہ اور خدمت

کے محتاج تھے۔ عورتوں اور گھر والوں کی رعایت کرتے ہوئے سپاہیوں کو محاذ سے جلد از جلد واپس آنے کے احکام جاری کئے۔ یہ مختلف قسم کے واقعات بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زندگی کے ہر پہلو میں عدل قائم کیا تھا۔ لیکن یہ نہ سمجھئے کہ یہ عدل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی اپنی ایجاد تھی، بلکہ یہ عدل دراصل اسلامی تعلیمات پر مبنی تھا، جس نے ہم کو بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسول اسلئے بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اسلئے اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں۔

قباؤں میں پیوند

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب تھا فاروق یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس راستہ سے عمر جاتے ہیں اس راستہ سے شیطان نہیں گذرتا ایسی ہیبت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، بڑے بڑے بادشاہ اور پہلوان جن کی طاقت وقوت کے چرچے ہر طرف تھے وہ بادشاہ اور پہلوان بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام سن کر کانپتے تھے اور خود عمر فاروقؓ کا حال یہ تھا کہ بڑی ہی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے لاکھ سے زائد مربع میل پر حکمرانی ہونیکے باوجود سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سو جایا کرتے تھے اور کپڑوں میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے تھے ہمیشہ غریبوں محتاجوں او رفقراء و مساکین کا خیال کرتے کسی شاعر نے انہیں کی شان میں کتنی اچھی بات کہی ہے۔

قباؤں میں پیوند پیٹوں پہ پتھر
قدم کے تلے تاج کسری و قیصر

اس امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے عمر ثانی کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ اس امت میں کوئی عمر پیدا کرے جو ہماری باگ ڈور سنبھال کر عظمت رفتہ کو واپس لائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انصاف

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! اسلام نے ہم کو عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو انصاف قائم کرنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ اگر چہ وہ گواہی تمہارے ہی خلاف پڑے یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے ہمیں اس بات کی قطعی اجازت نہیں ہے کہ ہم کسی کے اوپر رحم کھا کر اس کی غربت اور پریشانی کو دیکھ کر اس کی موافقت

میں غلط اور جھوٹی گواہی دیں یا یہ کہ کوئی صاحب ثروت اور منصب والا ہے تو اس کا خیال کر کے اس کی موافقت میں گواہی دیں بلکہ ہمیشہ صحیح اور سچی گواہی دیں خواہ وہ کسی کے خلاف پڑے یا کسی کی موافقت میں ہمیں اس کی قطعاً پروا نہیں کرنی چاہئے ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لینا چاہئے اور یہ صرف گواہی کی حد تک نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔

ایک بار مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے بارے میں ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ اس نے مجھ کو بلاسبب کوڑوں سے یہ کہتے ہوئے مارا کہ میں ''معزز گھرانے کا فرد ہوں'' پھر مجھے اس ڈر سے قید خانے میں ڈال دیا کہ میں کہیں امیر المومنین تک شکایت نہ پہنچاؤں۔ میں قید خانے سے کسی طرح بھاگ کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر کو اپنے بیٹے کے ساتھ آنے کا حکم دیا اور واقعہ کی تصدیق کے بعد شکایت کرنے والے سے کہا ''یہ کوڑا لو اور اس سے اس معزز گھرانے کے فرد کو مارو''۔ اس واقعہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مارنے سے پہلے ہماری خواہش تھی کہ یہ شخص خوب مارے، لیکن جب اس نے مارنا شروع کیا تو اتنا مارا کہ تماشائی دل میں کہنے لگے کاش! اب یہ مارنا بند کر دے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہی کہتے جاتے تھے کہ ''اس معزز گھرانے کے فرد کی ٹھکائی کرو!'' پھر اس سے کہا: ''یہ کوڑا ذرا گورنر صاحب کے گنجے سر پر بھی تو پھراؤ کیونکہ بیٹے نے انہی کے زور پر تو تیرے ساتھ ظلم کیا تھا''۔

لیکن اس شکایت کرنے والے شخص نے کہا: امیر المومنین! میں نے مارنے والے کو مار کر اپنا حق پوری طرح وصول کر لیا ہے۔

سب سے حیرت انگیز واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں شکایات موصول ہوئیں۔ اس وقت وہ ایرانی

افواج کے خلاف لڑنے والی فوج کے کمانڈر اور مفتوحہ علاقوں کے گورنر تھے۔ ایرانی فوج نہاوند میں جمع ہو کر ایک فیصلہ کن لڑائی کی تیاری کر رہی تھی۔ لیکن اس نازک موقع پر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی تحقیق کرانے میں ادنیٰ تاخیر نہ کی۔ تحقیقاتی کمیشن بھیجا جس نے بالکل کھلی تحقیق کا طریقہ اختیار کیا اور ہر شخص کو اپنی شہادت پیش کرنے کی دعوت دی۔ تحقیقات کے بعد شکایات بالکل بے بنیاد ثابت ہوئیں۔ لیکن شکایت کرنے والوں کے خلاف نہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کوئی انتقامی قدم اٹھایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تادیب کرنا ضروری سمجھا۔

قانون کی نگاہ میں تمام لوگوں کے مساوی ہونے کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ نے تحریری احکام بھی جاری کئے۔ چنانچہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام اپنے اس تاریخی خط میں جس میں عدلیہ کے لئے بنیادی ہدایات دی ہیں، انہوں نے لکھا تھا: ''اپنی توجہ اور اپنی نشست و برخاست میں لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کرو!''، عملی طور پر بھی اس کی تعلیم دی۔ چنانچہ ایک مقدمے میں، جس میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک فریق تھے، جب مدینے کے قاضی نے ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے اس رویہ پر ٹوکا اور فریقین کے ساتھ یکساں معاملہ کرنے کی ہدایت کی۔ خود اپنے بارے میں کہتے تھے کہ جب کوئی دو آدمی میرے پاس کوئی مقدمہ لے کر آتے ہیں تو مجھے اس بارے میں ذرا بھی فکر نہیں ہوتی کہ مقدمہ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوگا اور کس کے خلاف۔

آپ علیہ السلام کی صحبت کا اثر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی خواہشات کو شریعت کے مطابق ڈھال لیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنے مسکن

مزاج اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے کے ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ آبادی سے دور ایک خیمہ سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی جس کو دردزہ ہو رہا تھا صورت حال معلوم کر کے گھر جاتے ہیں اور بیت المال سے ضروری سامان اپنے کندھے پر لاد کر لے جاتے ہیں ان کے غلام اسلم نے بہت اصرار کیا کہ سامان میں اپنے سر پر اٹھالیتا ہوں مگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نہ مانے اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ جاتے ہیں اہلیہ محترمہ خیمہ کے اندر عورت کے پاس چلی جاتی ہیں اور خود چولہا پھونک کر کھانے کا نظم کرتے ہیں کیا آج کے اس دور میں کوئی بادشاہ بلکہ معمولی رئیس بھی اس طرح کی قربانی دینے کو تیار ہے؟ حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نیک عورتوں کی صفات

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّاللّٰہُ لَھُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! سورۂ احزاب کی یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ بعض صحابیات نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ شکوہ کیا۔ یارسول اللہ ﷺ قرآن کریم میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ صرف مردوں ہی کو خطاب فرماتا ہے عورتوں کو خطاب کیوں نہیں فرماتا

اس موقعے پر یہ آیت نازل فرمائی جس میں گویا یہ تسلی دی گئی کہ جس طرح مردوں کو نیک اوصاف کا حامل ہونا چاہئے اسی طرح عورتوں کو بھی انہیں اوصاف سے متصف ہونا چاہئے اور مرد و عورت ہو نیکی بنیاد پر کسی کے عمل میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی جیسے جس کے اعمال ہوں گے اسی کے بقدر اس کو دربار الٰہی سے نیکیاں عطا کی جائیں گی۔

حضور نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں: (۱) پہلی نشانی یہ ہے: اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ. جب اسکو خاوند کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کے حکم کو مانے، ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہئے اور سمجھانا چاہئے کہ تم کو خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کے بجائے اسکی مان کر زندگی گزارنا اسی میں برکت ہوتی ہے۔ (۲) دوسری نشانی یہ ہے ۔وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ. جب خاوند اسکی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے۔ اور گھر میں میلے کپڑے پہنے پھرے اور اسکے بدن سے بدبو آئے۔ اور جب باہر نکلے تو خوشبو لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ (۳) تیسری نشانی یہ ہے کہ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ . اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے کہ ایسا کرو تو اسکی قسم کو پورا کردے۔ ۴- چوتھی نشانی یہ ہے کہ۔ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اسکے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۱۸۵۷)

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی۔

بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کون سی ہے ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں بتلا دوں کہ سب سے بہترین عورت کونسی ہے فرمایا ہاں بتایئے۔ فرمایا کہ سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر مرد اس کو دیکھ سکے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ“ یعنی فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یعنی اس نے صحیح بات بتلائی۔

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں

ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اس حدیث پر ہمارا کتنا عمل ہے سینکڑوں مخرب اخلاق آلات وجود میں آگئے ہیں بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اس میں ملوث ہو کر اپنی زندگیاں تباہ کر رہے ہیں اور جس مقصد کے لئے ہماری تخلیق ہوئی وہ مقصد ہی گویا فوت ہو رہا ہے۔ شریعت نے خواتین کے لئے جو سب سے عمدہ اوصاف تجویز کئے تھے ہم اس سے کوسوں دور ہیں صحابیات احکام شرع کی کیسی پابند تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر مرنے کے لئے تیار تھیں اس میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے غیروں کے طور طریق کو اپنا کر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں عمدہ نمونہ ہے صحابیات اور تابعات نے عمل کر کے دکھا دیا تا کہ بعد میں آنے والے بھی انہیں طریقوں کو اپنا کر اپنی زندگیاں

سنواریں اور اپنی آخرت کو درست کریں۔ آج عریانیت فحاشی آوارگی اور بے حیائی۔ غرضیکہ ہر طرح کی برائی کوفروغ مغرب کی گندی تہذیب سے ہی مل رہا ہے ایسی حالت میں ہمارے لئے اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنا اور بالخصوص پردہ جیسی عظیم نعمت کو مضبوطی سے پکڑنا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ صنف نازک کے لئے عفت و پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

رمضان کے ہر عمل پر جنت کا وعدہ

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ! قرآن واحادیث میں رمضان المبارک کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں روزے کی فرضیت صرف امت محمدیہ کی خصوصیت نہیں بلکہ گذشتہ اقوام پر بھی روزے فرض قرار دیئے گئے ۔ البتہ نوعیت الگ الگ تھی کیفیت اور مقدار میں اختلاف تو ضرور ہے مگر نفس روزہ ہر ایک پر فرض قرار دیا گیا تھا حتی کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں یہاں کے غیر مسلم بھی اپنے مذہب

کے مطابق روزے رکھتے ہیں لیکن آخرت میں کام آنے والا روزہ وہی ہے جس کو اسلام نے مشروع کیا۔

رمضان المبارک اہل ایمان کے لئے بڑی نعمت ہے۔ سب سے افضل اور بابرکت مہینہ ہے۔ جو شخص اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم رہ گیا وہ ساری خیر سے محروم ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے رمضان سے دو ماہ قبل ماہ رجب کا چاند دیکھتے ہی یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ ہمارے ماہ رجب اور ماہ شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہونچادیجئے''۔

رمضان کے مہینہ کو غنیمت جان کر اس کی قدر دانی کریں، رمضان کا چاند نظر آنے کے بعد کوئی لمحہ غفلت اور گناہ میں نہ گذرے، مسلمان دن میں اپنے ہوٹل بند رکھیں۔ احترام رمضان میں معذور مسلمان بھی بازار میں چائے، پانی، پان وغیرہ نہ کھائیں۔ پورے مہینہ روزانہ بیس رکعت تراویح اہتمام کے ساتھ پڑھیں، سات اور دس دن میں تراویح میں قرآن پاک ختم کرنے کا معمول نہ بنائیں۔ ۲۷ اور ۲۹ دن میں قرآن ختم کریں۔ تراویح اور قرآن پاک کی بے حرمتی کر کے نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ بنیں۔ روزہ کا بھی احترام کریں۔ اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ جھوٹ، غیبت، چغلخوری، تہمت و بہتان، گالی گلوج، بدزبانی سے پرہیز کریں ورنہ روزہ خراب ہوجائے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ شخص ہلاک ہوجائے جو رمضان جیسا مبارک مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کروائے''۔ رمضان کے ہر عمل پر مغفرت اور جنت کا وعدہ ہے۔ افطار و سحر کے وقت اللہ تعالیٰ بندوں کو معاف فرما کر جنت کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کی تلاش میں آخری عشرہ کا اعتکاف ہے، جو سنت موکدہ ہے، ہر مومن بندہ کو آخری عشرہ کے اعتکاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تا کہ شب قدر یقینی طور پر میسر ہوجائے۔

اس ماہ میں حضور ﷺ موسلا دھار بارش کی طرح خرچ کرتے تھے۔ لہٰذا غریبوں اور ضرورت مندوں پر خوب خرچ کریں۔ اپنے مال کی پوری زکوۃ حساب لگا کرادا کریں۔ عید الفطر سے قبل صدقہ الفطر ادا کریں۔

● رمضان المبارک میں مرد اور عورتیں بازاروں میں جا کر اپنے روزے برباد نہ کریں۔ خصوصاً عورتیں بالکل پرہیز کریں۔ ● شادی ہال میں روزہ افطار نہ کروائیں ۔ گھروں اور مسجدوں میں روزہ افطار کروا کر افطار کا ثواب حاصل کریں۔ ● روڈ پر روزہ افطار نہ کروائیں۔ چندہ کر کے روزہ افطار نہ کروائیں۔

رمضان المبارک میں تہجد کی نماز کا بھی اہتمام کریں۔ ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہیں۔ اپنے لئے اور پوری امت کے لئے دعاء کریں۔ دعا میں بخل نہ کریں۔ مانگنے والوں سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

رمضان کے تین حصے

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک میں بڑی کثرت سے دعائیں کیا کرتے تھے حدیث شریف میں آتا ہے: ''اَوَّلُهَا رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهَا مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهَا عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ'' رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا عشرہ مغفرت کا اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس لئے تینوں عشروں میں رحمت خداوندی ومغفرت کے حصول اور جہنم سے آزادی کے لئے خوب جدوجہد کرنی چاہئے۔ محتاجوں اور غریبوں پر بھی خرچ کرنا چاہئے۔ رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ کی سخاوت تیز ہوا سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ اس لئے ہمیں بھی حسب حیثیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اختیار کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات، ماؤں اور بہنو! یہ آیت کریمہ سورہ احزاب کی ہے زمانہ جاہلیت میں عورتیں سینہ کھول کر چلتی تھیں دوپٹہ نہیں ڈالتی تھیں بالفاظ دیگر مقام زینت کو ظاہر کرتی تھی جس کی وجہ سے معاشرے میں بے حیائی پھیلتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اہل خانہ حاشا وکلا نہ تو شادی اور نبوت سے پہلے ایسی تھیں اور نبوت کے بعد تو امکان ہی نہیں البتہ حکم دیا جا رہا ہے کہ عام مومنات کو اور ان عورتوں کو جو زمانہ جاہلیت میں اس طرح کی حرکات کا ارتکاب کیا کرتی تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں جس طرح کی رسوم ورواج تھیں اور اسلام نے بڑی شدت سے ان کو روکا تھا آج پھر وہی رسوم ورواج بڑی تیزی کے ساتھ لوٹ کر آرہے ہیں بلکہ کئی گنا بڑھ کر برائیاں لوگوں میں پروان چڑھ رہی ہیں اور غیروں کی تقلید میں لوگ شانہ بشانہ چل رہے ہیں اور اسی کو فخر سمجھتے ہیں اور اسلام کے قوانین واحکام کی سرعام دھجیاں اڑا رہے ہیں جب کہ ہماری دنیا وآخرت کی تباہی اسی میں ہے ہمیں مسلمان ہونے کی وجہ سے صحابیات کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی خواتین کی سردار ہیں نکاح کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات طے کرلی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر کے کام کریں گی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑی محنت سے گھر کے کام انجام دیتی تھیں۔ اپنے شوہر کی خدمت کرتیں بچوں کی تربیت کرتیں کھانا بنانے کے لئے پہلے چکی کے ذریعے آٹا پیستیں، تندور کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لاتیں، تندور سلگاتیں اور پھر روٹی پکاتیں۔ اتنا لمبا چوڑا عمل تھا لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ذوق وشوق سے یہ مشقت اٹھاتی تھیں ایک مرتبہ اپنے والد سے درخواست کی اور مشقت کا ذکر کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلام باندی مجھے بھی مل جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک اہل مدینہ کو غلام باندی نہ مل جائیں میں تم کو غلام باندی دینا پسند نہیں کرتا۔ البتہ میں تمہیں ایک ایسا نسخہ بتاتا ہوں جو تمام غلام اور باندی سے بہتر ہوگا وہ نسخہ یہ ہے کہ جب بستر پر لیٹنے لگو تو اس وقت ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس پر مطمئن ہوگئیں اسی لئے ان کو تسبیح فاطمی رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو خواتین کے لئے مثال بنا دیا۔ (اصلاحی خطبات)

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ اورعورت اپنے شوہر کے گھر پراوراس کی اولاد پرنگہبان ہے۔ گویاعورت کودوچیزیں دی گئی ہیں ایک شوہر کا گھر دوسرے اس کی اولاد۔یعنی گھر کی حفاظت کرے۔ گھر کا انتظام صحیح رکھے گھر کے معاملات کی دیکھ بھال صحیح کرے۔اوراولاد کی دیکھ بھال صحیح کرے دنیوی دیکھ بھال بھی اور دینی دیکھ بھال بھی۔ یہ عورت کے فرائض میں داخل ہے۔کوئی بھی عورت اس سے سبکدوش نہیں ہوسکتی۔

عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہے

بچوں کی پرورش اور گھر کے ساز وسامان کی دیکھ بھال عورت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے شریعت نے اس کو گھر کے اندر کے کام کاج کی ذمہ داری سونپی ہے اور معاش کی ذمہ داری اس کے سر نہیں ڈالی گئی کیونکہ اس میں مشکلات اور پریشانیاں ہیں اور عورتوں کے جسم کی ساخت ان مشکلات کو برداشت نہیں کرسکتی جولوگ اپنی عورتوں سے اس طرح کے کام لیتے ہیں اور معاشی مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں درحقیقت وہ ظلم کرتے ہیں یہ ذمہ داری عورتوں کی نہیں بلکہ مردوں ہی کی ہے اس کا خوب خیال کرنا چاہئے جوعورت تلاش معاش کیلئے گھر سے باہر قدم رکھے گی تو یقیناً اس کے اندر سے شرم وحیا ختم ہوکررہے گی۔ مغربی ممالک میں جو کچھ ہورہا ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے عورتوں کو مردوں کے مساوی قرار دے کران کے اندر سے شرم وحیا کی چادر کو کھینچ لیا گیا اور مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے کے بہانہ ذلت وپستی کے غار میں ڈھکیل دیا گیا جوعورت دن بھر آفسوں میں کام کرے گی یا اسکولوں میں پڑھائے گی وہ شام کوخود تھکی ماندی ہوگی پھر کیسے ممکن ہے کہ شوہر کی خدمت کرے اوراپنی اولاد کی تربیت کرے اورجب شوہر کی خدمت نہیں ہوگی تو یہیں سے

دونوں میں نفرتیں اور عداوتیں پنپنی شروع ہونگی اور طلاق وجدائی تک کی نوبت ہوجائے گی اور جب مرد وعورت میں جدائی ہوگئی تو شیطان کو کھلی چھوٹ مل گئی اور مختلف طریقوں اور بہانوں سے مطلقہ عورت کو گناہوں میں مبتلا کردے گا اس لئے عورت کا گھر سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ عورت کا سب سے بڑا وصف اور خوبی شرم وحیا ہے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت فرمایا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً مجلس سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ ابھی ابھی حضور ﷺ کی مجلس میں یہ بات چھوٹی تھی کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے اگر تمہیں معلوم ہوتو بتاؤ! فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور کوئی غیر محرم اسے نہ دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کی جلد اول تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفر نامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل و فضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆